رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

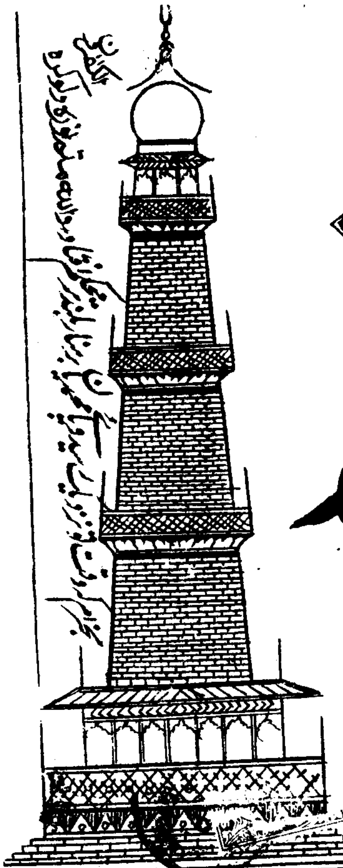
إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَة

الحکم

چہ گویم باتو از انی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـــہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ہے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون کو عہ



فہرست مضامین

۱۔ منار کے لیئے چندہ — صفحہ اول
۲۔ خوفناک زلزلہ کے متعلق خبرین اور اطلاعین — "
۳۔ مختلف شہرون سے زلزلہ کی خبرین — صفحہ ۱ و ۲
۴۔ الانذار — " ۲
۵۔ تفسیر القرآن من مسیح الزمان — صفحہ ۳ و ۴
۶۔ حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر — صفحہ ۵
۷۔ خطبہ عید الضحیٰ — " ۶
۸۔ چند سوالون کے جواب — " ۷
۹۔ الدعوت — " ۸
۱۰۔ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ — " ۹ تا ۱۱
۱۱۔ دارالامان کا ہفتہ — " ۱۲
۱۲۔ حضرت اقدس کے رویا کشوف الہامات — " "
۱۳۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں کا آخری جواب — " "
۱۴۔ ثواب کا کام صفحہ ۱۲ قربانی کرو — " "
۱۵۔ فہرست مضامین کتاب مرآۃ الجہاد — " ۱۳
۱۶۔ اشتہارات — " ۱۴

نمبر ۱۲ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۴ صفر سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

منار کے لیئے چندہ

چونہ اور دیگر ضروری اسباب اور سامان جمع ہوگئے ہین۔ کام شروع ہونیوالا ہے آج حضرت اقدس امام مطاع علیہ السلام نے فرمایا کہ چندہ کیلیئے خاص تحریک کرنی چاہیئے۔ اسوقت کم از کم پانچہزار روپے کی ضرورت ہے۔ فرمایا ہر شخص نہین تو پانچہزار آدمی جماعت مین ایک ایک روپیہ دین تو بہت جلد بآسانی اتنی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ از بسکہ یہ دن الٰہی تحریکات کے اور صدقات کے ایام ہین امید ہے کہ ہمارے بھائی جلد توجہ فرماکر اس کار خیر کی روکون کے دور کرنے کا ثواب حاصل کرینگے۔ شہرون کی جماعت اپنے شہر ہی پر اکتفا نہ کرین بلکہ جن جن دیہات مین انکے علم مین احمدی ہین انہین بھی اطلاع دین اسلیئے کہ بہت سے لوگون کو اللہ تعالیٰ کی رضوان حاصل کرنے کا موقعہ مل جائے۔ امید ہے کہ اس اطلاع اور اعلام کے بعد ہر بھائی خاص توجہ اور جوش سے بھر کر قدم اٹھائینگے۔ والسلام

خاکسار عبد الکریم ۔ ۱۰ اپریل

خوفناک زلزلہ کے متعلق خبرین اور اطلاعین

ہندوستان مین زلزلہ۔ ۴۔ اپریل کو ۶ بجے ۸ منٹ صبح کے وقت سملہ مین سخت زلزلہ محسوس ہوا۔ مگر جہانتک معلوم ہو سکا کوئی نقصان نہین ہوا۔ ۶ بجے ۸ منٹ صبح راولپنڈی مین نہایت سخت زلزلہ محسوس ہوا اور تقریباً ۵ اسکینڈ تک رہا جہانتک خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے سبب سے چیزین پانچ پانچ انچ تک حرکت کرتی تہین۔ زلزلہ کی رفتار شمال مغرب سے جنوب مغرب کی طرف تھی کچھ نقصان نہین ہوا۔

بعد کی خبر: شملہ پر زلزلہ سے سخت نقصان پہنچا۔

شمالی ہند مین زلزلہ:۔ (شملہ) ۴۔ اپریل کو چھ بجکر ۵ منٹ صبح کے شملہ مین زلزلہ کا نہایت سخت صدمہ محسوس ہوا۔ اس سے زیادہ خطرناک زلزلہ اب تک آیا تھا حرکت تین منٹ تک محسوس ہوتی رہی۔ جس سے کرائسٹ چرچ اور دیگر عمارات کو سخت نقصان پہنچا۔ کئی دودکش گرگئے اور بازار مین کئی مکانات کے گرجانے کی رپورٹ ہوئی ہے۔ گرینڈ ہوٹل کو صدمہ پہنچا۔ اس کا ایک مکین بال بال بچا۔ اس کے بعد متعدد خفیف زلزلے آئے۔ ان مین سے آخری ۸ بجکر بیس منٹ پر محسوس ہوا۔

مسوری۔ ۴۔ اپریل۔ آج چھ بجکر ۸ منٹ صبح کے ایک نہایت خوفناک اور پرزور زلزلہ یہان آیا نقصان ہنوز معلوم نہین ہوا۔ رخ مشرق سے مغرب کیجانب تھا۔ پہلا اور سخت ترین صدمہ تقریباً تین منٹ تک محسوس ہوتا رہا۔ چار یا پانچ متمیز صدمے محسوس ہوئے۔

پٹیالہ ۴۔ اپریل:۔ ۶ بجکر پانچ منٹ صبح کے سخت زلزلہ آیا۔ جو کئی منٹ تک رہا۔ نصف گھنٹہ بعد تک چھوٹے چھوٹے صدمے محسوس ہوتے رہے۔

پٹھانکوٹ:۔ کہتے ہین کہ دہرم سالہ کا اسٹیشن زلزلہ سے برباد ہوگیا ہے۔ تمام مکانات زمین کے ہم سطح ہوگئے ہین۔ جنکے گرنے سے بعض یورپین اور بہت سے دیسی تلف ہوئے۔ لیڈیان اور بچے کھلی ہوا مین سوتے ہین۔ غذا میسر نہین آتی۔

ڈیرہ دون:۔ ساڑھے چھ بجے صبح کے خوفناک زلزلہ آیا اس کا رخ بظاہر مشرق سے مغرب کی جانب تھا۔ اس کے چھ صدمے محسوس ہوئے۔ پہلا نہایت سخت تہا۔ جو پورے پانچ منٹ تک رہا۔ مکانات اور درخت بوتلکی طرح ہل رہے تھے۔ رومن کیتھولک گرجا بالکل برباد ہوگیا۔ اور کئی مکانات کثرت شکست و ریخت سے ناقابل رہائش ہوگئے بعض دیسیونکے ہلاک ہونے کی رپورٹ ہوئی ہے۔

امرتسر:۔ آج صبح زلزلہ کے سخت صدمات محسوس ہوتے رہے جس سے شہر مین بہت وسیع نقصان ہوا۔ ریلوے سٹیشن کا ایک حصہ منہدم ہوا اور مشن چرچ کا گنبد گر گیا۔ صدہا اشخاص مکانون کو چھوڑ کر کھلے میدانون مثلاً باغ سنت سنگھ مضافات، تالاب ٹنڈا وغیرہ مین چلے گئے ہین نقصان کا اندازہ کئی لاکھ روپے اور متعدد جانون کا کیا جاتا ہے۔ امرتسر سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ترنتارن مین بھی زلزلہ آیا۔ جہان نو آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

مختلف شہرون سے زلزلہ کی خبرین

(نامہ نگارون یا اخبار سے)

کوہ مری لوٹو۔ (۴۔ اپریل) آج صبح چھ بجکر ۸ منٹ پر یہان زلزلہ اس زور شور سے آیا کہ اکثر مکانات کی چھتین گر پڑین۔ اور اکثر مین دراڑین پڑ گئین۔ چنانچہ جنرل ہاسپٹل کا ایک حصہ گر پڑا اور ہیڈ کوارٹر کی ایک بارک کی ایک چھت گر پڑی۔ اور دیوارین کئی بارکون کی شکستہ ہوگئین۔ اور دراڑین پڑ گئین۔ سنا گیا ہے کہ ریاست کونہار مین اکثر مکانات گر پڑے اور بہت سے جانور اور چند جانون کا نقصان ہوا (راقم محمد شرف نمان)

امرتسر۔ (۴ اپریل) خدا نے آج تو بچا لیا۔ اسکا فضل اور کرم رہا۔ ورنہ زندگی کی کوئی امید نہ تھی۔ مکان کے اوپر کی منزل اور بہت سے مکان میرے اور نیز لوگون کے بالکل خراب ہوگئے۔ مین اسوقت باغیچہ مین مع عیال چلا گیا تہا۔ اب ۳ بجے آیا ہون

آپ کی نام تار روانہ کیا کہ خیر خیریت ملے مگر تار کے دفتر میں اسقدر تاریں کہ کل آپ کو نہ ملیگی ۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم رات کو تاریں گے ۔ اسلئے ہو الیسی خبر خیریت سے مطلع فرماویں ۔ ہوش اسوقت تک درست نہیں ہیں ۔ خدا خدا ہو رہا ہے ۔ خداوند تعالیٰ رحم کرے ہمارے اعمال کی شامت ہی ۔ (راقم الیف ڈی)

✻

پٹیالہ ۔ آج ۴ ۔ اپریل کو بوقت صبح ایک سخت زلزلہ آیا جو تقریباً ۲۰ منٹ تک بزور رہا ۔ اور پھر تین دفعہ کچھ دیر کے بعد آیا کئی مکانات کا نقصان ہوا ۔ مگر خدا کے فضل سے جان کا کوئی نقصان نہیں ہوا ۔ (مختار بن خلف ارشاد نبی وکیل)

✻

جہلم :۔ آج ۴ ۔ اپریل کو عین سوا چھ بجے صبح کے جہلم میں ایسا سخت زلزلہ محسوس ہوا کہ غالباً ایسا بہت کم دیکھنے میں آیا ہوگا ۔ گھڑی موجود تھی برابر پانچ منٹ تک زمین جنبش میں رہی ۔ تازہ بنے ہوئے اور خام مکانات میں کہیں کہیں شگاف بھی آگئے ہیں ۔ درختوں کا جھومنا ایک ایسا نظارہ تھا کہ گویا زور کی باد صرصر چل رہی ہے ۔ خدا ہر ایک بلا سے پناہ میں رکھے ۔ (فتح علی کاتب)

✻

دہلی :۔ آج ۴ ۔ اپریل بروز سہ شنبہ بوقت ۶ بجے صبح نہایت زور کے ساتھ زلزلہ محسوس ہوا بعض مکانات منہدم ہو گئے ۔ لال قلعہ کی لاہوری دروازہ کی برجی جھنڈے کے قریب کی اسی صدمہ سے گر گئی (مہتمم کتبخانہ سلطان التجارت دہلی)

✻

ایضاً :۔ آج ۴ ۔ اپریل روز سہ شنبہ کو بوقت ۶ بجے صبح بہت سخت زلزلہ آیا ۔ تمام مکانات ہلگئے متصل کٹرہ سپیدا زمان چند دوکانات کی چھتیں منہدم ہوگئیں ۔ اور سردی بہر عود کر آئی ۔ بیماری طاعون بھی ہو چلی ہے ۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے (رفیق احمد طالب علم مدرسہ طبیہ دہلی)

✻

فاضلکا ضلع فیروزپور :۔ آج ۴ ۔ اپریل علی الصبح ۶ بجے ۱۵ منٹ پر یہاں سخت زلزلہ آیا اور ۷ منٹ تک محسوس ہوتا رہا ۔ (حکیم محمد شریف)

✻

گوجرانوالہ ۔ ۴ ۔ اپریل ۔ آج صبح ۶ بجے ۱۵ منٹ پر اسقدر سخت زلزلہ آیا کہ اس نے سخت سے سخت عمارات اور سنگین سے سنگین دلوں کو بھی ہلا دیا ۔ شہر بھر میں بہت سے مکانات کو نقصان پہنچا ۔ جامع مسجد کی حوض کا پانی پہلے جھکولے سے جو مغرب سے مشرق کیطرف تھا بہت سا نکل گیا ۔ پھر دوسرے جھکولے سے جو مشرق سے مغرب کیطرف تھا پانی نکل گیا ۔ پہلا حملہ بہت سخت تھا جو دو منٹ تک برابر رہا بعد ازاں تین چار مرتبہ اور بھی خفیف خفیف

صدمات محسوس ہوتے رہے جو پونے سات بجے دن تک رہے ۔ (حامد علی)

✻

قادیان (ضلع گورداسپور) آج ۴ ۔ اپریل کو یہاں خطرناک زلزلہ آیا ۔ الحمد للہ کوئی نقصان شدید نہیں ہوا

✻

کیتھل (ضلع کرنال) ۴ ۔ اپریل کو بوقت ۶ بجے صبح دو منٹ تک ایسا سخت زلزلہ آیا کہ کل عمارات شہر شق ہوگئیں ۔ اور کئی ایک مکان گر گئے ۔ رام چنداس حلوائی کی لڑکی جسکی عمر ۹ یا ۱۰ برس کی تھی دو منزلہ مکان گرنے سے سوتی ہوئی دب کر مرگئی ۔ تحصیل تھانہ ۔ پرانا قلعہ ۔ کوٹھی جو رئیس مرحوم والئے کیتھل کے بھائی اودے سنگھ صاحب کی تعمیر کردہ تھی اور جسکے آسار دو دو گز کے تھے اور جسکی پختگی مانی ہوئی اور قابل تعریف تھی جا بجا سے پھٹ گئی اور کچھ بہ تعمیر گر بھی گئی چوہدری سری رام صاحب نائب تحصیلدار معہ عیال بال بچے جس مکان میں وہ تھے بالکل شق ہو کر گر گیا (سید افتخار حسین)

✻

سیالکوٹ :۔ آج مورخہ ۴ ۔ اپریل بوقت ۶ بجے پر ۲۰ منٹ علی الصباح ۔ بروز منگل چھاونی سیالکوٹ میں اسقدر زلزلہ آیا کہ تمام مکانات اور کوٹھیاں شہر کی ہل گئیں ۔ بلکہ چند مکانوں کی دیواروں کے تختوں پر سے رکھے ہوئے برتن و اشیار وغیرہ گر گئے ۔ جن کے گرنے سے ایک خوف سا دل میں چھا گیا ۔ اور تمام مخلوقات اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر باہر ہو گئی ۔ اور گوروں کی بارکوں کی چھت ایسے گری کہ اسکی آواز تمام شہر کے لوگوں نے سنی ۔ یہاں کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ سیالکوٹ میں آج تک ایسا زلزلہ کبھی نہیں ہوا تھا ۔ سردی بھی ابھی تک پیچھا نہیں چھوڑتی ۔ ابھی گھر سے چلا آتا ہوں دیکھتا گیا ہوں کہ گورہ ہسپتال سے جو شہر سے قریب ۱/۲ میل کی اونچائی پر ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے جس میں سرکار کے ہزارہا روپے صرف ہوئے ہونگے چاروں طرف سے دیواریں گر گئیں ۔ ہزارہا من ڈھیر پتھروں کے ہوگئے جو بیچ کے کمرے تھے انکی چند جگہ سے دیواریں شق ہو گئیں ۔ مگر بیمار گوروں کا کمرہ شکر ہے کہ نہ گرا ۔ البتہ مزدوروں کا چھ سات ماہ کا کام نکل آیا ہے (غلام احمد)

✻

جموں :۔ (۴ ۔ اپریل ۱۹۰۵ء) آج صبح ٹھیک بوقت طلوع آفتاب یہاں سخت زلزلہ ہوا ۔ قریب دو منٹ رہا ۔ اکثر مکانات پختہ و خام شق ہو گئے سب لوگ مکانات سے باہر نکل گئے تھے ۔ زمین سخت جنبش میں آئی ۔ جیسے سمندر کی لہریں ۔ چھاونی متصل جوگی دروازہ کی بارکوں کو بہت نقصان پہونچا ۔ مگر جانیں بچ گئیں ۔ ۱۹ مارچ بروز بدھ ایک پیپل کے درخت پر متصل مندر رگھوناتھ جی بجلی گری تھی وقت ۳ بجے بعد دوپہر تھا سخت غبار چھا گیا تھا ۔ (نامہ نگار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

الانذار

(غور سے پڑھو کہ خدا تعالیٰ کی وحی ہے)

آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے ۔ **تازہ نشان تازہ تازہ نشان کا دھکا زلزلۃ الساعۃ قوا انفسکم ان اللہ مع الابرار دنی منک الفضل جاء الحق وزھق الباطل** ۔ ترجمہ یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائیگا مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکا لگیگا وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا ۔ مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہی ہے یا کوئی اور آفت ہے جو دنیا پر آئیگی جسکو قیامت کہہ سکینگے اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئیگا اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا یا خدا تعالیٰ اسکو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائیگا ۔ بہرحال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو قریب ہو یا بعید ہو پہلے سے بہت خطرناک ہے **سخت خطرناک ہے** ۔ اگر ہمدردی مخلوق مجھے مجبور نہ کرتی تو میں بیان نہ کرتا ۔ وہ پہلی پیشگوئی پیشگوئی جو میں نے الحکم اور البدر میں حادثہ سے پانچ ماہ پہلے ملک میں شائع کر کے خبر دی تھی کہ ملک میں بڑی تباہی پیدا ہوگی اور شور قیامت برپا ہوگا اور ایکدفعہ **موتا موتی** ظہور میں آجائیگی دیکھو وہ نشان کیسا **پورا ہوا** ۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے پیشگوئی مذکورہ اخبار الحکم اور البدر میں اس زلزلہ سے قریباً ۵ ماہ پہلے شائع کر دی گئی تھی اور **پیشگوئی** یہ ہے **عفت الدیار محلھا و مقامھا** یعنی بہت سی مخلوق کو مٹانے والی تباہی آئیگی جس سے مکانات بے نشان ہو جائینگے اون گھروں اور مکانوں کا پتہ نہ ملیگا کہ کہاں تھے ۔ دیکھو کیسی صفائی سے یہ خدا کی باتیں **پوری** ہوگئیں اگر تم عربی دان نہیں ہو تو عربی دانوں سے پوچھ لو کہ اس وحی الٰہی کے کیا معنی ہیں ؟ کہ **عفت الدیار محلھا و مقامھا** اے **عزیزو** اسکے یہی معنی ہیں کہ محلوں اور مقاموں کا نام و نشان نہیں رہیگا طاعون تو صرف خانہ خالی کرتی ہے مگر جس حادثہ کی اس وحی الٰہی میں خبر دی گئی تھی اس کے تو یہ معنے ہیں کہ نہ **خانہ** رہیگا اور نہ **صاحب خانہ** سو خدا تعالیٰ کا فرمودہ جس طور کرا اور جس صفائی سے **پورا ہو گیا** آپ صاحبوں کو معلوم ہے اسکی نسبت اشتہار **الوصیت** میں بھی خبر دیگئی تھی وہ جو ہونا تھا سو ہوا ۔ مگر اسکے بعد جو **آنیوالا حادثہ** ہے **وہ بہت بڑا ہے** ۔ خدا تعالیٰ لوگوں پر رحم کرے انکو **تقویٰ** اور نیک عمل کا خیال آجاوے ۔ **بقیہ ترجمہ** عربی وحی کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی کرکے اپنے تئیں بچالو تا بچ سکو وہ **ہولناک دن** آتا ہے جو ایکدم میں تباہ کر دیگا اور فرماتا ہے کہ خدا انکے ساتھ ہے جو نیکی کرتے ہیں اور بدی سے بچتے ہیں اور پھر آگے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ **میرا فضل تیرے نزدیک آگیا** یعنی وہ وقت آگیا کہ تو کامل طور پر شناخت کیا جاوے اور حق ظاہر ہو اور باطل بھاگ گیا ۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوا اور ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو ان کے درمیان ہے شناخت کریں ۔ بس اے عزیزو جلد ہر ایک بدی سے پرہیز کرو کہ پکڑے جانے کا دن نزدیک ہے ہر ایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائیگا ہر ایک جو فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جاویگا ۔ ہر ایک جو دنیا پرستی میں حد سے گذر گیا ہے اور دنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا ہر ایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے وہ پکڑا جاویگا ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں اور مرسلوں کو بدزبانی یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائیگا ۔ دیکھو آج میں نے بتلادیا زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارت پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کریگا وہ پکڑا جائیگا ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی ہے بس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جسکی پہلی کتابوں میں خبر دی تھی مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے کہ یہ سب باتیں اسکی طرف سے ہیں میری طرف سے نہیں ہیں کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں ۔ کاش میں انکی نظر میں کاذب ٹھہرتا تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی ۔ یہ میری تحریر معمولی تحریر نہیں ۔ دلی ہمدردی سے بھرے ہوئے نعرے ہیں ۔ اگر اپنے اندر تبدیلی کرو گے اور ہر ایک بدی سے اپنے تئیں بچالو گے تو بچ جاؤ گے کیونکہ خدا حلیم ہے جیسا کہ وہ قہار بھی ہے اور تم میں سے اگر ایک حصہ بھی اصلاح پذیر ہوگا تب بھی رحم کیا جائیگا ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کردیگا ۔ نادان بدقسمت کہیگا کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں ہائے وہ کیوں اسقدر سوتا ہے آفتاب تو نکلنے کو ہے ۔ جب خدا تعالیٰ اس وحی کے الفاظ میرے پر نازل کر چکا تو ایک روح کی آواز میرے کان میں پڑی کہ جو کوئی ناپاک سوچ تھی اور ایک اسکو یہ کہتے سنا کہ میں سوتی سوتی جہنم میں پڑ گیا ۔ انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر وہ فسق و فجور کو چھوڑ دے کونسا اسمیں اسکا نقصان ہے اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے ۔ آگ لگ چکی ہے اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ ۔ بنی اسرائیل میں جو شخص گناہ کرتا تھا اسکو حکم ہوتا تھا کہ اپنے تئیں قتل کردے بس گو یہ حکم تمہارے لئے نہیں ہے مگر یہ تو ضرور چاہئے کہ اسقدر توبہ استغفار کرو کہ گویا مر ہی جاؤ تا وہ حلیم خدا تم پر رحم کرے ۔ آمین ۔ **والسلام علی من اتبع الھدیٰ** ۔

راقم

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی ۔ ۸ ۔ اپریل ۱۹۰۵ء

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مگر اللہ تعالیٰ بہ نسبت انسان کیطرح اس خوبی سے محروم ہو بلکہ کسی عاقل کی عقل ایسی خوبی پیش نہین کر سکتی کہ جو خدا مین نہ پائی جائے جہانتک انسان زیادہ سے زیادہ خوبیان سوچ سکتا ہے وہ سب اسمین موجود ہین اور اسکو اپنی ذات اور صفات اور محامد مین من کل الوجوہ کمال حاصل ہے اور رذائل سے بکلی منزہ ہے اب دیکھو یہ ایسی صداقت ہے جس سے سچا اور جھوٹا مذہب ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ تمام مذہبون پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ بجز اسلام دنیا مین کوئی بھی ایسا مذہب نہین ہے کہ جو خدا تعالیٰ کو جمیع رذائل سے منزہ اور تمام محامد کاملہ سے متصف سمجھتا ہو عام ہندو اپنے دیوتاؤن کو کارخانہ ربوبیت مین شریک سمجھتے ہین اور خدا کے کامون مین ان کو مستقل طور پر دخیل قرار دیتے ہین بلکہ یہ سمجھ رہے ہین کہ وہ خدا کے ارادون کو بدلنے والے اور اسکی تقدیرون کو زیر و زبر کرنیوالے ہین اور نیز ہندو لوگ کئی انسانون اور دوسرے جانورون کی نسبت بلکہ بعض ناپاک اور نجاست خوار حیوانات یعنے خنزیر وغیرہ کی نسبت یہ خیال کرتے ہین کہ کسی زمانہ مین انکا پرمیشر ایسی ایسی جونون مین تولد پاکر ان تمام آلائشون اور آلودگیون سے ملوث ہوتا رہا ہے کہ جو ان چیزون کے عاید حال ہین اور نیز انہین چیزون کی طرح بھوک اور پیاس اور درد اور دکھ اور خوف اور غم اور بیماری اور موت اور ذلت اور رسوائی اور عاجزی اور ناتوانی کی آفات مین گرفتار ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام معتقدات خدا تعالیٰ کی خوبیون مین بٹہ لگاتی ہین اور اس کے ازلی و ابدی جاہ و جلال کو گھٹاتے ہین۔ اور آریہ سماج والے جو اُن کے مذہب بھائی نکلے ہین جنکا یہ گمان ہے کہ وہ ہمیشہ وید کی لکیر پر چلتے ہین وہ خدا تعالیٰ کو خالقیت سے ہی جواب دیتے ہین اور تمام روحون کو اپنی ذات کامل کیطرح غیر مخلوق اور واجب الوجود اور موجود بوجود حقیقی قرار دیتے ہین حالانکہ عقل سلیم خدا تعالیٰ کی نسبت صریح یہ نقص سمجھتی ہے کہ وہ دنیا کا مالک کہلا کر پھر کسی چیز کا رب اور خالق نہو اور دنیا کی زندگی اس کے سہارے سے نہین بلکہ اپنے ذاتی وجوب کے رو سے ہو اور جب عقل سلیم کے آگے یہ دونون سوال پیش کئے جائین کہ آیا خداوند قادر مطلق کے محامد تامہ کے لئے یہ بات اصلح اور انسب ہے کہ وہ آپ ہی اپنی قدرت کاملہ سے تمام موجودات کو منصہ ظہور مین لاکر ان سب کا رب اور خالق ہو اور تمام کائنات کا سلسلہ اس کی ربوبیت تک ختم ہوتا ہو اور خالقیت کی صفت اور قدرت اسکی ذات کامل مین موجود ہو اور پیدائش اور موت کے نقصان سے پاک ہو یا یہ باتین اسکی شان کے لائق ہین کہ جسقدر مخلوقات اس کے قبضہ و تصرف مین ہین یہ چیزین اسکی مخلوق نہین ہین اور نہ اس کے سہارے سے اپنا وجود رکھتی ہین اور نہ اپنے وجود اور بقا مین اسکی محتاج ہین اور نہ وہ انکا خالق اور رب ہے اور نہ خالقیت کی صفت اور قدرت اسمین پائی جاتی ہے اور نہ پیدائش اور موت کے نقصان سے پاک ہے تو ہرگز عقل یہ فتویٰ نہین دیتی کہ وہ جو دنیا کا مالک ہے وہ دنیا کا پیدا کنندہ نہین اور ہزارون پر حکمت صفتین کہ جو روحون اور جسمون مین پائی جاتی ہین وہ خود بخود ہین اور ان کا بنانے والا کوئی نہین اور خدا جو ان سب چیزون کا مالک کہلاتا ہے وہ فرضی طور پر مالک ہے اور نہ یہ فتوے دیتی ہے کہ اسکو پیدا کرنے سے عاجز سمجھا جاوے یا ناطاقت اور ناقص ٹھہرایا جاوے یا پلیدی اور نجاست خواری کی نالائق اور قبیح عادت کو اسکی طرف منسوب کیا جائے یا موت اور درد اور دکھ اور بیعلمی اور جہالت کو اس پر روا رکھا جائے بلکہ صاف یہ شہادت دیتی ہے کہ خدا تعالیٰ ان تمام رذیلتون اور نقصانون سے پاک ہونا چاہئے اور اسمین کمال تام چاہئے اور کمال تام قدرت تام سے مشروط ہے اور جب خدا تعالیٰ مین قدرت تام نہ رہی اور نہ وہ کسی دوسری چیز کو پیدا کر سکا اور نہ اپنی ذات کو ہر یک قسم کے نقصان اور عیب سے بچا سکا تو اسمین کمال تام بھی نہ رہا اور جب کمال تام نہ رہا تو محامد کاملہ سے وہ بے نصیب رہا۔

یہ ہندوؤن اور آریون کا حال ہے اور جو کچھ عیسائی لوگ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر کر رہے ہین وہ ایک ایسا امر ہے کہ صرف ایک ہی سوال سے نادان انسان سمجھ سکتا ہے یعنے اگر کسی دانا سے پوچھا جاوے کہ کیا اس ذات کامل اور قدیم اور غنی اور بے نیاز کی نسبت جائز ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ اپنے تمام عظیم الشان کامون مین جو قدیم سے وہ کر رہا ہے آپ ہی کافی ہو۔ آپ ہی بغیر حاجت کسی باپ یا بیٹے کے تمام دنیا کو پیدا کیا ہو اور آپ ہی تمام روحون اور جسمون کو وہ قوتین بخشی ہون جنکی انہین حاجت ہے اور آپ ہی تمام کائنات کا حافظ اور قیوم اور مدبر ہو بلکہ ان کے وجود سے پہلے جو کچھ انکو زندگی کیلئے درکار تھا وہ سب اپنی صفت رحمانیت سے ظہور مین لایا اور بغیر استدعا عمل کسی عامل کے سورج اور چاند اور بیشمار ستارے اور زمین ہزارہا نعمتین جو زمین پر پائی جاتی ہین محض اپنے فضل و کرم سے انسانون کیلئے پیدا کی ہون اور ان سب کامون مین کسی بیٹے کا محتاج نہ ہوا ہو لیکن پھر وہی کامل خدا آخری زمانہ مین اپنا تمام جلال اور اقتدار کالعدم کر کے مغفرت اور نجات دینے کیلئے بیٹے کا محتاج ہو جائے اور پھر بیٹا بھی ایسا نالائق بیٹا جسکو باپ سے کچھ بھی مناسبت نہین جس نے باپ کی طرح نہ کوئی گوشہ آسمان کا اور نہ کوئی قطعہ زمین کا پیدا کیا جس سے اسکی الوہیت ثابت ہو بلکہ مرقس کے ۸ باب ۱۲ آیت مین اسکی عاجزانہ حالت کو اسطرح بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے دل سے آہ کھینچکر کہا کہ اس زمانہ کے لوگ کیون نشان چاہتے ہین مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اس زمانہ کے لوگون کو کوئی نشان دیا نجائیگا اور اس کے مصلوب ہونیکے وقت بھی یہودیون نے کہا کہ اگر وہ اب ہمارے روبرو زندہ ہو جائے تو ہم ایمان لائینگے لیکن اس نے انکو زندہ ہو کر نہ دکھلایا اور اپنی خدائی اور قدرت کاملہ کا ایک ذرہ ثبوت نہ دیا اگر بعض معجزات بھی دکھلائے کہ اس سے پہلے اور نبی بکثرت دکھلا چکے تھے بلکہ اسی زمانہ مین ایک حوض کے پانی سے بھی ایسے ہی عجائبات ظہور مین آتے تھے (دیکھو باب ۵ انجیل یوحنا) غرض وہ اپنے خدا ہونیکا کوئی نشان دکھلا نہ سکا جیسا کہ آیت مذکورہ بالا مین خود اس کا اقرار موجود ہے بلکہ ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پاکر (بقول عیسائیون) وہ ذلت اور رسوائی اور ناتوانی اور خواری عمر بھر دیکھی کہ جو انسانون مین سے وہ انسان دیکھتے ہین کہ جو بدقسمت اور بدنصیب کہلاتے ہین اور پھر مدت تک ظلمت خانہ رحم مین قید رہ کر اور اس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی بدررو ہے پیدا ہو کر ہر یک قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر وارد کر لیا اور بشری آلودگیون اور نقصانون مین سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی جس سے وہ بیٹا باپ کا بدنام کنندہ ملوث نہ ہوا اور پھر اس نے اپنی جہالت اور بے علمی اور بے قدرتی اور نیز اپنے نیک نہ ہونیکا اپنی کتاب مین آپ ہی اقرار کر لیا اور پھر در صورتیکہ وہ عاجز بندہ کہ خواہ نخواہ خدا کا بیٹا قرار دیا گیا بعض بزرگ نبیون سے فضائل علمی اور عملی مین کم بھی تھا اور اسکی تعلیم بھی ایک ناقص تعلیم تھی کہ جو موسیٰ کی شریعت کی ایک فرع تھی تو پھر کیونکر جائز ہے کہ خداوند قادر مطلق اور ازلی اور ابدی پر یہ بہتان باندھا جاوے کہ وہ ہمیشہ اپنی ذات مین کامل اور غنی اور قادر مطلق رہکر آخر کار ایسے ناقص بیٹے کا محتاج ہو گیا اور اپنے سارے جلال اور بزرگی کو یکبارگی کھو دیا مین ہرگز باور نہین کرتا کہ کوئی دانا اس ذات کامل کی نسبت کہ جو مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے ایسی ایسی ذلتین جائز رکھے اور ظاہر ہے کہ اگر ابن مریم کے واقعات کو فضول اور بیہودہ تعریفون سے الگ کر لیا جائے تو انجیلون سے اس کے واقعی حالات کا یہی خلاصہ نکلتا ہے کہ وہ ایک عاجز اور ضعیف اور ناقص بندہ یعنے جیسے کہ بندے ہوا کرتے ہین اور حضرت موسیٰ کے ماتحت نبیون مین سے ایک نبی تھا اور اس بزرگ اور عظیم الشان رسول کا ایک تابع اور پس رو تھا اور خود اس بزرگی کو ہرگز نہین پہنچا تھا یعنے اس کی تعلیم ایک اعلیٰ تعلیم کی فرع تھی مستقل تعلیم نہ تھی اور وہ خود انجیلون مین اقرار کرتا ہے کہ مین نہ نیک ہون اور نہ عالم الغیب ہون نہ قادر ہون بلکہ ایک بندہ عاجز ہون اور انجیل کے بیان سے ظاہر ہے کہ اس نے گرفتار ہونے سے پہلے کئی دفعہ رات کے وقت اپنے بچاؤ کیلئے دعا کی اور چاہتا تھا کہ دعا اسکی قبول ہو جائے مگر اسکی وہ دعا قبول نہ ہوئی اور نیز جیسے عاجز بندے آزمائے جاتے ہین وہ شیطان سے آزمایا گیا پس اس سے ظاہر ہے کہ وہ ہر طرح عاجز ہی عاجز تھا مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے تولد پا کر مدت تک بھوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دکھ اٹھاتا رہا ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ وہ بھوک کے دکھ سے ایک انجیر کے نیچے گیا مگر چونکہ انجیر پھلون سے خالی پڑی ہوئی تھی اسلئے محروم رہا اور یہ بھی نہ ہو سکا کہ دو چار انجیرین اپنے کھانے کیلئے پیدا کر لیتا غرض ایک مدت تک ایسی ایسی آلودگیون مین رہکر اور ایسے ایسے دکھ اٹھا کر باقرار عیسائیون کے مر گیا اور اس جہان سے اٹھایا گیا اب ہم پوچھتے ہین کہ کیا خداوند قادر مطلق کی ذات مین ایسی ہی صفات ناقصہ ہونی چاہئے کیا وہ اسی سے قدوس اور ذوالجلال کہلاتا ہے کہ وہ ایسے عیبون اور نقصانون سے بھرا ہوا ہے اور کیا ممکن ہے کہ ایک ہی ماں یعنے مریم کے پیٹ مین سے پانچ بچے پیدا ہو کر ایک بچہ خدا کا بیٹا بلکہ خدا بن گیا اور چار باقی جو رہے اُن بیچارون کو خدائی سے کچھ بھی حصہ نہ ملا بلکہ قیاس یہ چاہتا تھا کہ جبکہ کسی مخلوق کے پیٹ سے خدا بھی پیدا ہو سکتا ہے یہ نہین کہ ہمیشہ آدمی سے آدمی اور گدھی سے گدھا پیدا ہو تو جہان کہین کسی عورت کے پیٹ سے خدا پیدا ہو تو پھر اس پیٹ سے کوئی مخلوق پیدا نہ ہو

مناجر قدر بچے پیدا ہوتے جاتے ہین وہ سب خدا ہی ہوتے اور باپ جسم مخلوق کی شرکت سے منزہ رہے اور فقط خدا اون ہی کے پیدا ہونے کی ایک کان ہوتی پس قیاس متذکرہ بالا کے رو سے لازم تھا کہ حضرت مسیح کے دوسرے بہائی اور بہن بھی کچھ نہ کچھ خدائی مین سے بخرہ پاتے اور ان پانچون حضرات کی والدہ تو رب الارباب ہی کہلاتی کیونکہ یہ پانچون حضرات روحانی اور جسمانی توتون مین اسی سے فیضیاب ہین عیسائیون نے ابن مریم کی بیجا تعریفون مین بہت سا افترا بھی کیا مگر پہر بھی اسکے نقصانون کو چھپا نہ سکے اور اسکی آلودگیون کا آپ اقرار کر کے پہر خواہ نخواہ اسکو خداتعالیٰ کا بیٹا قرار دیا یون تو عیسائی اور یہودی اپنی عجیب کتابون کے رو سے سب خدا کے بیٹے ہی ہین بلکہ ایک بیٹے رو سے آپ ہی خدا ہین مگر ہم دیکہتے ہین کہ بدعت والے اپنے افترا اور اختراع مین اچھے رہے کیونکہ انہون نے بندہ کو خدا ٹھہرا کر پہر ہرگز اسکی لئے یہ تجویز نہین کیا کہ اس نے پلیدی اور ناپاکی کی راہ سے تولد پایا تھا یا کسی قسم کی نجاست کہائی تھی بلکہ ان کا بدھ کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ وہ مونہہ کے راستہ سے پیدا ہوا تھا پر افسوس عیسائیون نے بہت سی جعلسازیان تو کین مگر یہ جعلسازی نہ سوجھی کہ مسیح کو بھی مونہہ کے رستہ سے ہی پیدا کرتے اور اپنے خدا کو پیشاب اور پلیدی سے بچاتے اور نہ یہ سوجھی کہ موت جو حقیقت الوہیت سے بکلی منافی ہے اسپر وارد نہ کرتے اور نہ یہ خیال آیا کہ جہان مریم کے بیٹے نے انجیلون مین اقرار کیا ہے کہ مین نہ نیک ہون اور نہ دانا مطلق ہون نہ خود بخود آیا ہون نہ عالم الغیب ہون نہ قادر ہون نہ دعا کی قبولیت میرے ہاتھ مین ہے مین صرف ایک عاجز بندہ اور مسکین آدم زاد ہون کہ جو ایک مالک رب العلمین کا بہیجا ہوا آیا ہون ان سب مقامون کو انجیل سے نکال ڈالنا چاہئے۔ اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو عظیم الشان صداقت الحمد للہ کے مضمون مین ہے وہ بجز پاک اور مقدس مذہب اسلام کے کسی دوسرے مذہب مین ہرگز پائی نہین جاتی لیکن اگر برہمو لوگ کہین کہ صداقت مذکورہ بالا کے ہم قائل ہین تو جاننا چاہئے کہ وہ بھی اپنے اس بیان مین جہوٹے ہین کیونکہ ہم اسی مضمون مین لکہہ چکے ہین کہ برہمو لوگ خداتعالیٰ کے لئے گونگا اور غیر متکلم ہونا اور نطق پر ہرگز قادر نہ ہونا اور اپنے علوم کے القا اور الہام سے عاجز ہونا تجویز کرتے ہین اور جو حقیقی اور کامل طور ذاتی مین صفات کاملہ ہونی چاہیئے ان صفات سے ان کو خالی

سمجہتے ہین بلکہ اسقدر ایمان بھی انہین نصیب نہین کہ وہ خداتعالیٰ کی نسبت یہ اعتقاد رکہین کہ اپنی ہستی اور الوہیت کو اس نے اپنے ارادے اور اختیار سے دنیا مین ظاہر کیا ہے برخلاف اس کے وہ تو یہ کہتے ہین کہ خداتعالیٰ ایک مردہ یا ایک پتھر کیطرح کسی گوشہ گمنامی مین پڑا ہوا تھا عقلمندون نے آپ محنتین کر کے اس کے وجود کا پتہ لگایا اور اسکی خدائی کو دنیا مین مشہور کیا پس ظاہر ہے کہ وہ بھی مثل اپنے اور بہائیون کے محاہد کاملہ حضرت احدیت سے منکر ہین بلکہ جن تعریفون سے اسکو یاد کرنا چاہئے وہ تمام تعریفین اپنے نفس کیطرف منسوب کرتے ہین رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین اس جگہہ سورۃ فاتحہ مین اللہ تعالیٰ نے اپنی چار صفتین بیان فرمائین یعنے رب العلمین رحمان رحیم مالک یوم الدین اور ان چہار صفتون مین سے رب العلمین کو سب سے مقدم رکہا اور پہر بعد اس کے صفت رحمان کو ذکر کیا پہر صفت رحیم کو بیان فرمایا پہر سب کے اخیر صفت مالک یوم الدین کو لائے پس سمجہنا چاہئے کہ یہ ترتیب خداتعالیٰ نے کیون اختیار کی اسمین نکتہ یہ ہے کہ ان صفات اربعہ کی ترتیب طبعی یہی ہے اور اپنی واقعی صورت مین اسی ترتیب سے یہ صفتین ظہور پذیر ہوتی ہین اسکی تفصیل یہ ہے کہ دنیا پر خدا کا چار طور پر فیضان پایا جاتا ہے جو غور کرنے سے ہر ایک عاقل اسکو سمجہہ سکتا ہے پہلا فیضان فیضان اعم ہے یہ وہ فیضان مطلق ہے کہ جو بلا تمیز ذی روح و غیر ذی روح افلاک سے لیکر خاک تک تمام چیزون پر علی الاتصال جاری ہے اور ہر ایک چیز کا عدم سے صورت وجود پکڑنا اور پہر وجود کا حد کمال تک پہنچنا اسی فیضان کے ذریعہ سے ہے اور کوئی چیز جاندار ہو یا غیر جاندار اس سے باہر نہین اسی سے وجود تمام ارواح و اجسام ظہور پذیر ہوا اور ہوتا ہے اور ہر ایک چیز نے پرورش پائی اور پاتی ہے یہی فیضان تمام کائنات کی جان ہے اگر ایک لحظہ منقطع ہو جائے تو تمام عالم نابود ہو جائے اور اگر نہ ہو تو مخلوقات مین سے کچہہ بھی نہ ہوتا اس کا نام قرآن شریف مین ربوبیت ہے اور اسی کے رو سے خدا کا نام رب العلمین ہے جیسا کہ اس نے دوسری جگہہ بھی فرمایا ہے وھو رب کل شئی الجزو نمبر ۸ یعنی خدا ہر ایک چیز کا رب ہے اور کوئی چیز عالم کی چیزون مین سے اسکی ربوبیت مین سے باہر نہین سو خدا نے سورۃ فاتحہ مین سب صفات فیضانی مین سے پہلے صفت رب العلمین کو بیان فرمایا اور کہا الحمد للہ رب العلمین یہ اسلئے کہا کہ سب فیضانی

صفتون مین سے تقدم طبعی صفت ربوبیت کو حاصل ہے یعنے ظہور کے رو سے بھی صفت متقدم الظہور اور تمام صفات فیضانی سے اعم ہے کیونکہ ہر ایک چیز پر خواہ جاندار ہو خواہ غیر جاندار مشتمل ہے پہر دوسرا قسم فیضان کا جو دوسرے مرتبہ پر واقع ہے فیضان عام ہے اسمین اور فیضان اعم مین یہ فرق ہے کہ فیضان اعم تو ایک عام ربوبیت ہے جسکے ذریعہ سے کل کائنات کا ظہور اور وجود ہے اور یہ فیضان جسکا نام فیضان عام ہے یہ ایک خاص عنایت ازلیہ ہے جو جاندارون کے حال پر مبذول ہے یعنے ذی روح چیزونکی طرف حضرت باری کی جو ایک خاص توجہ ہے اس کا نام فیضان عام ہے اور اس فیضان کی یہ تعریف ہے کہ یہ بلا استحقاق اور بغیر اس کے کہ کسی کا کچھ حق ہو سب ذی روحون پر حسب حاجت ان کے جاری ہے کسی کے عمل کا پاداش نہین اور اسی فیضان کی برکت سے ہر ایک جاندار جیتا جاگتا کہاتا پیتا اور آفات سے محفوظ اور ضروریات سے متمتع نظر آتا ہے اور ہر ایک ذی روح کیلئے تمام اسباب زندگی کے جو اسکے لئے یا اسکے نوع کے بقا کے لئے مطلوب ہین میسر نظر آتے ہین اور یہ سب آثار اسی فیضان کے ہین کہ جو کچھہ روحون کو جسمانی تربیت کیلئے درکار ہے سب کچھہ دیا گیا ہے اور ایسا ہی جن روحون کو علاوہ جسمانی تربیت کے روحانی تربیت کی بھی ضرورت ہے یعنے روحانی ترقی کی استعداد رکھتے ہین ان کیلئے قدیم سے عین ضرورتون کے وقتون مین کلام الہی نازل ہوتا رہا ہے۔ غرض اسی فیضان رحمانیت کے ذریعہ سے انسان اپنی کروڑہا ضروریات پر کامیاب ہے سکونت کیلئے سطح زمین روشنی کیلئے چاند اور سورج دم لینے کیلئے ہوا پینے کیلئے پانی کہانے کیلئے انواع اقسام کے رزق اور علاج امراض کیلئے لاکہون طرح کی ادویہ اور پوشاک کیلئے طرح طرح کی پوشیدنی چیزین اور ہدایت پانے کیلئے صحف ربانی موجود ہین اور کوئی یہ دعویٰ نہین کر سکتا کہ یہ تمام چیزین میرے عملون کی برکت سے پیدا ہوگئی ہین اور مین نے ہی کسی پہلے جنم مین کوئی نیک عمل کیا تہا جسکی پاداش مین یہ بیشمار نعمتین خدا نے بنی آدم کو عنایت کین پس ثابت ہے کہ یہ فیضان جو ہزارہا طور پر ذی روحون کے آرام کیلئے ظہور پذیر ہو رہا ہے یہ عطیہ بلا استحقاق ہے جو کسی عمل کے عوض مین نہین فقط ربانی رحمت کا ایک جوش ہے تا ظاہر

جاندار اپنے فطرتی مطلوب کو پہنچ جائے اور جو کچہہ اسکی فطرت مین حاجتین ڈالی گئین وہ پوری ہو جائین پس اس فیضان مین عنایت ازلیہ کا کام یہ ہے کہ انسان اور جمیع حیوانات کی ضروریات کا تعہد کرے اور انکی بایست اور نہ بایست کی خبر رکھے تا وہ ضائع نہ ہو جائین اور انکی استعدادین خیر کتمان مین نہ رہین اور اس صفت فیضانی کا خداتعالیٰ کی ذات مین پایا جانا قانون قدرت کے ملاحظہ سے نہایت بدیہی طور پر ثابت ہو رہا ہے کیونکہ کسی عاقل کو اسمین کلام نہین کہ جو کچہہ چاند اور سورج اور زمین اور عناصر وغیرہ ضروریات دنیا مین پائی جاتی ہین جنپر تمام ذی روحون کی زندگی کا مدار ہے اسی فیضان کے اثر سے ظہور پذیر ہین اور ہر ایک متنفس بلاتمیز انسان و حیوان و مومن و کافر و نیکو بد حسب حاجت اپنے ان فیوض مذکورہ بالا سے مستفیض ہو رہا ہے اور کوئی ذی روح اس سے محروم نہین اور اس فیضان کا نام قرآن شریف مین رحمانیت ہے اور اسی کے رو سے خدا کا نام سورۃ فاتحہ مین بعد صفت رب العلمین رحمٰن آیا ہے جیسا کہ فرمایا الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن اسی صفت کی طرف قرآن شریف کے کئی ایک دوسرے مقامات مین بھی اشارہ فرمایا گیا ہے چنانچہ منجملہ ان کے یہ ہے۔ واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلمًا یعنے جب کافرون اور بددینون اور دہریون کو کہا جاتا ہے کہ تم رحمان کو سجدہ کرو تو وہ رحمان کے نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہین کہ رحمان کیا چیز ہے (پہر بطور جواب فرمایا) رحمان وہ ذات کثیر البرکت اور مصدر خیرات دائمی ہے جسنے آسمان مین برج بنائے برجون مین آفتاب اور چاند کو رکہا جو کہ عامہ مخلوقات کو بغیر تفریق کافر و مومن کے روشنی پہنچاتے ہین اسی رحمان نے تمہارے لئے یعنے تمام بنی آدم کیلئے دن اور رات بنائی جو کہ ایک دوسرے کے بعد دورہ کرتے رہتے ہین تا جو شخص طالب معرفت ہو وہ ان دقائق حکمت سے فایدہ اٹہاوے اور جہل او غفلت کے پردہ

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جب ان خیالات کو جو انسان کے دل مین پیدا ہوتے مین وہ دور کرتا ہے اور ان کو لمبا ہونے نہین دیتا تو کچھ شک نہین کہ وہ معافی کے قابل ہین لیکن جب اسکے سلسلہ کی درازی مین ایک لذت پاتا ہے اور اسکو بڑہاتا جاتا ہے پہر وہ قابل مواخذہ ہوجاتے مین کیونکہ انمین عزیمت شامل ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا ہے اس بات کو خوب یاد رکھو کہ کلام نفسی دو قسم کا ہوتا ہے کبھی شیطانی جو خیالی فسق و فجور کے سلسلہ مین چلا جاتا ہے اور آرزوؤن کا ایک لمبا سلسلہ ہوتا ہے۔ جبتک ان دونون سلسلون مین انسان پہنسا ہوا ہے شیطان دخل کا اسے اندیشہ ہے اور ممکن ہے کہ وہ نقصان اٹھاوے اور شیطان اسے زخمی کرے۔ مثلاً کبھی کوئی منصوبہ ہی باندہتا ہے کہ فلان شخص میری فلان غرض اور مقصد مین مخل ہے اسکو مارا جاوے اس نے مجھے تو کہا ہے اسکا بدلہ لیا جاوے اس کی ناک کاٹنی چاہیئے۔ اس قسم کے منصوبے اور ادہیڑبن مین لگا رہتا ہے یہ مریض سخت خطرناک حالت مین ہے۔ وہ نہین سمجھتا کہ نفس کا مین کیا نقصان کر رہا ہون اور اس سے میری اخلاقی اور روحانی قوتون پر کس قسم کا برا اثر پڑ رہا ہے اس قسم کے خیالات سے ہمیشہ بچنا چاہیئے جب کبھی کوئی ایسا بیہودہ سلسلہ شروع ہو فوراً اسکے دفع کرنیکی کوشش کرو۔ استغفار پڑہو۔ لاحول کے ذریعہ خدا سے مدد اور توفیق چاہو۔ اور خدا تعالیٰ کی کتاب کے پڑہنے مین اپنے آپ کو مصروف کردو۔ اور یہ سمجھ لو کہ اس سلسلہ سے فایدہ کچھ نہین نقصان ہی نقصان ہے۔ اگر کوئی دشمن مر بہی جاوے تو کیا اور زندہ رہے تو کیا نفع و نقصان کا پہونچانا یہ خدا تعالیٰ کے قبضہ و اختیار مین ہے، کوئی شخص کسی کو کوئی گزند نہین پہونچا سکتا۔ سعدی نے گلستان مین ایک حکایت لکہی ہے کہ نوشیروان کے پاس کوئی شخص خوشخبری لیکر گیا کہ تیرا فلان دشمن مارا گیا ہے اور اسکا ملک اور قلعہ ہمارے قبضہ مین آگیا ہے تو نوشیروان نے اسکا کیا اچھا جواب دیا

مرا بمرگ عدو جائے شادمانی نیست
کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

پس آدمی غور کرے کہ اس قسم کے منصوبون اور ادہیڑبن سے کیا فایدہ اور کیا خوشی یہ سلسلہ تو بہت ہی خطرناک ہے اور اسکا علاج ہے توبہ، استغفار، لاحول اور خدا کی کتاب کا مطالعہ۔ بیکاری اور بے شغلی مین اس قسم کا سلسلہ بہت لمبا ہوتا ہے۔

دوسری قسم کلام نفس کی امانی سلسلے کو لمبا کرتے رہنا ہے یہ سلسلہ بھی چونکہ بیجا خواہشون کو پیدا کرتا ہے اور طمع، حسد، خود غرضی کے امراض اس سے پیدا ہوتے مین اسلئے یونہی یہ سلسلہ پیدا ہو اسکی صف فوراً لپیٹ دو۔ یہ تقسیم کلام نفس کی ہے اور یہ دونو انجام کار انسان کو ہلاک کردیتے ہین۔

لیکن نبی ان دونون قسم کے سلسلہ کلام سے پاک ہوتا ہے نبوت کیا ہے یہ ایک جوہر خداداد ہے اگر کسب سے ہوتا تو سب نبی ہو جاتے انکی فطرت ہی اس قسم کی نہین ہوتی کہ وہ ان بیجا سلسلہ کلام مین مبتلا ہون، وہ نفسی کلام کرتے ہی نہین دوسرے لوگون مین تو یہ حال ہوتا ہے کہ وہ ان سلسلون مین کچھ ایسے مبتلا ہوتے مین کہ خدا کا خانہ ہی خالی رہتا ہے لیکن نبی ان دونون سلسلون سے الگ ہوکر خدا مین کچھ ایسے گم ہوتے مین اور اس کے مخاطبہ مکالمہ مین ایسے محو ہوتے ہین کہ ان سلسلون کیلئے انکے دل و دماغ مین سمائی اور گنجایش ہی نہین ہوتی۔ بلکہ خدا ہی کا سلسلہ کلام رہجاتا ہے چونکہ وہی حصہ باقی ہوتا ہے اسلئے خدا انسے کلام کرتا ہے اور وہ خدا کو مخاطب کرتے رہتے مین تنہائی اور بیکاری مین بھی جب ایسے خیالات کا سلسلہ ایک انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے اسوقت اگر نبی کو بھی ویسی ہی حالت مین دیکھو تو شاید غلطی اور ناواقفی سے یہ سمجھ لو کہ اب اس کا سلسلہ تو خدا سے کلام کا ہوگا؟ مگر نہین وہ ہروقت خدا ہی سے باتین کرتا ہے کہ اے خدا مین تجھ سے پیار کرتا ہون اور تیری رضا کا طالب ہون مجھ پر ایسا فضل کر کہ مین اس نقطہ اور مقام تک پہونچ جاؤن جو تیری رضا کا مقام ہے۔ مجھے ایسے اعمال کی توفیق دے جو تیری نظر مین پسندیدہ ہون دنیا کی آنکھ کہول کہ وہ تجھے پہچانے اور تیرے آستانہ پر گرے۔ یہ اسکے خیالات ہوتے مین اور یہ اسکی آرزو مین۔ اسمین ایسا محو اور فنا ہوتا ہے کہ دوسرا اسکو شناخت نہین کرسکتا۔ وہ اس سلسلہ کو ذوق کے ساتھ دراز کرتا ہے اور پہر اسمین اس مقام تک پہونچ جاتا ہے کہ اس کا دل پگہل جاتا ہے اور اسکی روح بہ نکلتی ہے وہ پورے زور اور طاقت کے ساتھ آستانہ الوہیت پر گرتی اور انت ربی انت ربی کہکر پکارتی ہے تب اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم جوش مین آتا ہے اور وہ اسکو مخاطب کرتا اور اپنے کلام سے اسکو جواب دیتا ہے۔

یہ ایسا لذیذ سلسلہ ہے کہ ہر شخص اسکو سمجھ نہین سکتا اور یہ لذت ایسی ہے کہ الفاظ اسکو ادا نہین کرسکتے پس وہ بار بار مستی کیطرح باب ربوبیت ہی کو کہٹکہٹاتا رہتا ہے اور وہان ہی اپنے لئے راحت و آرام پاتا ہے، وہ دنیا مین ہوتا ہے لیکن دنیا سے الگ ہوتا ہے۔ وہ دنیا کی کسی چیز کا آرزومند نہین ہوتا لیکن دنیا اسکی خادم ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اس کے قدمون پر دنیا کو لا ڈالتا ہے۔

یہ ہے مختصر حقیقت نبوت کے مقام کی۔ یہان کلام نفسی کے دونو سلسلے بھسم ہوجاتے مین اور تیسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے جسکا مبدا اور منتہا خدا ہی ہوتا ہے اسوقت وہ خدا تعالیٰ کے کلام کو جذب کرتا ہے جسمین اس قسم کے دخان اور اضغاث احلام نہین ہوتے جو نفسی کلام مین ہوتے مین بلکہ وہ دنیا سے انقطاع کئے ہوئے ہوتا ہے جیسے ایک نفسانی خواہشون کا اسیر اعلیٰ درجہ کا محبوبہ سے تعلق پیدا کرکے ہمہ گوش ہو کر تصور کرتا ہے اور اسے نفسانی لذات کا معراج پاتا ہے اور قطعاً نہین چاہتا کہ کسی دوسرے کو ملین۔ اسیطرح پر نبی خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات کو یہانتک پہونچاتا ہے کہ وہ اس تنہائی اور خلوت مین کسی دوسرے کا دخل ہرگز پسند نہین کرتے وہ اپنے محبوب سے ہمکلام ہوتا ہے اور اسی مین لذت و راحت پاتے مین۔ وہ ایک دم کیلئے بھی اس خلوت کو چھوڑنا پسند نہین کرتے لیکن خدا تعالیٰ انہین دنیا کے سامنے لاتا ہے تاکہ وہ دنیا کی اصلاح کرین اور خدانما آئینہ ٹھہرین۔ نبی طبعاً ایک لذت اور کیفیت پاتا ہے اور اسے خدا تعالیٰ ہی مین چاہتا ہے اس سے زیادہ مین اس کیفیت کو بیان نہین کرسکتا اگرچہ دل اس لذت سے بہرا ہوا ہے اگرچہ اس ذکر کی درازی اور بھی لذت بخش ہے مگر وہ الفاظ کہان سے لاؤن جسمین مین اسکو ظاہر کرسکون۔

بعض نادان لوگون کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ جبکہ انبیاء علیہم السلام ایسے فنافی اللہ ہوتے مین اور دنیا اور اسکی لذتون سے دور بھاگتے مین پہر اسکی کیا وجہ ہے کہ وہ بیویان اور بچے بھی رکہتے مین۔ یہ لوگ اتنا نہین سمجھتے کہ ایک شخص تو ان باتون کا اسیر اور ان فانی لذتون مین فنا ہو جاتا ہے مگر یہ گروہ ان باتون سے پاک ہوتا ہے یہ چیزین ان کیلئے محض خادم کے طور پر ہوتی مین اور اس کے علاوہ انبیاء علیہم السلام ہر قسم کی اصلاح کیلئے آتی مین پس اگر وہ بیوی بچے نہ رکہتے ہون تو اس پہلو مین تکمیل اصلاح کو نہ کر ہوتی۔ اسی لئے مین کہتا ہون کہ عیسائی لوگ معاشرت کے متعلق مسیح کا کیا نمونہ پیش کرسکتے ہین؟ کچھ بہی نہین۔ جب وہ اس راہ سے ناواقف مین اور ان مدارج سے بیخبر مین وہ کیا اصلاح کریگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی کمال ہے کہ ہر پہلو مین آپکا نمونہ کامل ہے۔ دنیا اور اسکی چیزین انبیاء علیہ السلام پر کوئی اثر نہین ڈالتی مین وہ فانی لذتون کی کچھ بھی پرواہ نہین کرتے۔ بلکہ ان کا دل خدا تعالیٰ کیطرف دریا کی ایک تیز دہاری کیطرح جو پہاڑ سے گرتی ہے بہتا ہے اور اسکی رو مین سب خس و خاشاک بہ جاتا ہے۔

غرض انبیاء علیہم السلام ان چیزون کے غلام نہین ہوتے بلکہ یہ چیزین ان کیلئے بطور خادم ہوتی مین اور انکی اعلیٰ درجہ کے اخلاقی کمالات کا نمونہ انکے اس ذکر اور ذوق مین جو خدا تعالیٰ کے تصور اور محویت مین انہین ملتا ہے انسے کچھ بیدا نہین ہوتا۔ وہ کچھ ایسے محو اور فنا ہوتے مین کہ دنیا سے بالکل الگ ہوتے مین جب اس قسم کی ربودگی ہوتی ہے تو پہر خدا تعالیٰ کیطرف سے آوازین آنے لگتی ہین۔ اور مکالمات ہونے مین یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو جذب کی قوت لیکر نکلتی ہے وہ دوسرے کو جذب کرتی ہے۔ اس جذب مین اسقدر قوت ہوتی ہے کہ دنیا اور مافیہا کی ساری باتین اسمین بھسم ہوجاتی مین اور وہ خدا تعالیٰ کے فضل و فیض کو اپنی طرف کہینچنے لگتی ہے۔ اور اسی سلسلہ کو باقی تمام سلسلون پر تقدم اور فوق ہو جاتا ہے۔ لیکن اسکے لئے مجاہدہ صحیحہ کی ضرورت ہے اس کے بغیر یہ راہ نہین کہلتی جیسا کہ فرمایا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

اور اسی کیطرف اشارہ ہے ایاک نعبد مین اگرچہ ایاک نعبد کو ایاک نستعین پر تقدم ہے لیکن پہر بہی اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت نے سبقت کی ہوئی ہے ایاک نعبد بہی کس قوت نے کہلوایا ہے اور وہ قوت جو پوشیدہ ہی پوشیدہ ایاک نعبد کا اقرار کراتی ہے کہان سے آئی کیا خدا تعالیٰ نے ہی وہ عطا نہین فرمائی ہے؟ بیشک وہ خدا تعالیٰ کا ہی عطیہ ہے جو اس نے محض رحمانیت سے عطا فرمائی ہے۔ اسکی تحریک اور توفیق سے یہ ایاک نعبد ہی کہتا ہے اس پہلو سے اگر غور کرین تو اسکو تاخر ہے اور دوسرے پہلو سے اسکو تقدم ہے یعنے جب یہ قوت اسکو اسبات کی طرف لاتی ہے تو یہ تاخر ہوگیا اور بصورت اول تقدم اسیطرح پر سلسلہ نبوت کی فلاسفی کا خلاصہ یا مفہوم ہے۔

باقی آئندہ

خطبہ عید الضحیٰ

(سلسلے کیلئے نمبر ۱۲ صفحہ ۷ دیکھو)

یہودیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور وحی پر ایمان لانیسے جو چیز مانع ہوئی وہ یہی تکبر علم تہا فرحوا بما عندھم من العلم انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہمارے پاس ہدایت کا کافی ذریعہ ہے صحف انبیاء اور صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ ہمارے پاس ہیں ہم خدا تعالیٰ کی قوم کہلاتے ہیں نحن ابناء اللہ واحباءہ کہکر انکار کر دیا کہ ہم عربی آدمی کی کیا پروا کر سکتے ہیں۔ اس تکبر اور خود پسندی نے انہیں محروم کر دیا اور وہ اس رحمۃ للعالمین کے ماننے سے انکار کر بیٹھے جس سے حقیقی توحید کا مصفیٰ اور شیرین چشمہ جاری ہوا

غرض

محرومی کا سب سے پہلا اور بڑا ذریعہ ابیٰ (انکار) ہے اور پہر تکبر ہے آہ! اس سے بڑھ کر کسی شخص کی بدنصیبی اور کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ایک ہادی معلم اور مزکی کو معزز بنا کر بہیجتا ہے اور یہ اسکا ساتہہ نہیں دیسکتا اور ان فیضانوں اور برکات سے جو اسکی بعیت اور صحبت سے ملنے والے تہے محروم رہجاتا ہے۔ فرمانبرداری ہاں خدا کی فرمانبرداری ایسی راحت بخش اور زندہ جاوید بنانے والی دولت ہے کہ جس نے آجتک اور ابد الاباد تک ابراہیمؑ کو زندہ رکہا ہے آج ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار تم ہر ایک گھر میں دیکھ سکتے ہو ایک غریب سے غریب آدمی بھی قربانی کا گوشت کہاتا ہے جو اسکی یادگار کو تازہ رکہتا ہے۔ یہ قربانی بتاتی ہے کہ ابراہیم نے اپنی جان اور مال تک بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دریغ نہیں کیا۔ پس جبتک انسان ابراہیمی رنگ اختیار نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے عزیز مال اور جان تک کو جو دراصل اسکا ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کا ہے نثار کر دینے کیلئے شرح صدر سے طیار نہیں ہوجاتا۔ اسوقت تک وہ ان برکات اور فیضانوں کو پا نہیں سکتا جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملے۔

خدا تعالیٰ کے مامورین و مرسلین کا انکار سلب ایمان کا موجب ہو جاتا ہے۔ یہ انکار بہت ہی خطرناک چیز ہے اس لئے ہمیشہ اس سے بچو۔ اپنی عقل اپنی تدبیر اور رائے اپنے علم و تجربہ کو خدا کے راستبازوں کے سامنے ہیچ سمجھ لو۔ اور بالکل خالی ہو جاؤ تب وہ تم میں راستبازی۔ اور حقیقی علوم کی روح نفخ کریگا۔

یہ ابیٰ مخفی رنگ میں انسان کے اندر ہوتا ہے۔ کبہی زبان سے اقرار کرتا ہے لیکن دل اسکے ساتھ متفق نہیں ہوتا جسکا نتیجہ نفاق ہوتا ہے اور یہ نفاق آخر کار کفر تک بھی لیجاتا ہے۔ اسلئے دل اور زبان کو ایک کرنے کے لئے کوشش کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق اور فضل چاہو۔ بعض لوگوں کے لئے ان کا مال و دولت۔ خدمت گزاری اور نیکی کا خیال ہی اس امر سے روک دیتا اور ان کے لئے سدراہ ہو جاتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں اسکی کیا ضرورت ہے۔ اگر ضرورت نہ تھی تو خدا تعالیٰ نے اسکو نازل کیوں فرمایا وہ اسپر نہیں خدا تعالیٰ کے فعل و فضل پر ہنسی کرتے اور اس کے پر حکمت فعل کو لغو (معاذ اللہ) ٹہیراتے ہیں۔ اسلئے ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ نفس اور شیطان کے اس دہوکے سے ہمیشہ بچیں اپنی کسی بات پر تکبر نہ ہو کیونکہ وہی تکبر پھر کسی اور رنگ و صورت میں انکار کا باعث ہو جاویگا یہ بہرحال زہر ہے اس سے مطمئن ہو رہنا عقلمندی نہیں ہے۔

بعض نادان۔ ناحق شناس۔ ماموروں اور مرسلوں کے آنے پر یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ

لن نؤمن حتى نؤتى مثل ما اوتی رسل اللہ

یعنے اسوقت تک ہم ایمان نہیں لائینگے جبتک ہم کو بھی وہی فیض اور فضل نہ دیا جاوے جو رسولوں کو دیا گیا ہے۔ یہ بھی محرومی کا بڑا بھاری ذریعہ ہے جو لوگ ایمان کو مشروط کرتے ہیں وہ محروم رہجاتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پروا نہیں کرتا۔ ہاں خدا تعالیٰ کسی کو خالی نہیں چھوڑتا جو اسکی راہ میں صدق و ثبات سے قدم رکہتا ہے وہ بھی اس قسم انعامات سے بہرہ وافر لیتا ہے۔ جیسے فرمایا الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ۔ جن لوگوں نے اپنے قول و فعل سے بتایا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے پہر انہوں نے اسپر استقامت دکہائی۔ انپر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول ملائکہ سے پہلے دو باتیں ضروری ہیں ربنا اللہ کا اقرار اور اسپر صدق و ثبات اور اظہار استقامت۔

ایک نادان سنت اللہ سے ناواقف ان مراحل کو تو طے نہیں کرتا۔ اور امید رکہتا ہے اس مقام پر پہونچنے کی جو ان کے بعد واقع ہے۔ یہ کیسی غلطی اور نادانی ہے اس قسم کے شیطانی وسوسوں سے بھی الگ رہنا چاہیئے خدا تعالیٰ کی راہ میں استقامت اور عجز کے ساتھ قدم اٹھاؤ۔ قویٰ سے کام لو۔ اسکی مدد طلب کرو۔ پھر یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے وارث ہو جاؤ۔ اور حقیقی رویا اور الہام سے حصہ پاؤ۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں تو کسی بات کی کمی نہیں

للہ خزائن السموات والارض وما ننزلہ الا بقدر معلوم

پہر سوال ہوتا ہے کہ اس قسم کے اوہام شیطانی اور وسوسوں سے بچنے کا کیا طریق ہے؟

اس کا طریق یہی ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار پڑہو۔ استغفار سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ طوطے کی طرح ایک لفظ رٹتے رہو بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ استغفار کے مفہوم اور مطلب کو ملحوظ رکہکر خدا تعالیٰ سے مدد چاہو۔ اور وہ یہ ہے کہ جو انسانی کمزوریاں صادر ہو چکی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بدنتائج سے محفوظ رکہے اور آئندہ کیلئے ان کمزوریوں کو دور کرے اور ان جوشوں کو جو ہلاک کرنیوالے ہوتے ہیں دبائے رکہے۔ پھر لاحول پڑہنے سے بھی دعاؤں سے کام لے۔ اور جہانتک ممکن ہو راستبازوں کی صحبت میں رہے اگر اس نسخہ پر عمل کروگے تو میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یقین رکہتا ہوں کہ وہ تمہیں محروم نکریگا۔

پھر محرومی کا ایک اور سبب بھی ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بعض اوقات انسان مشکلات اور مصائب کے وقت اللہ تعالیٰ سے کوئی وعدہ کر لیتا ہے کہ یا اللہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے اور فلاں دکھ سے مجھے رہائی اور نجات ہو تو میں یہ فرمانبرداری کا کام کرونگا۔ اللہ تعالیٰ اسے ان مشکلات سے نجات دیتا ہے لیکن وہ اپنے وعدوں کو بھول جاتا ہے اسکا نتیجہ پھر خطرناک ہوتا اور اسے محروم کر دیتا ہے میرے نزدیک اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرنے کے برابر ہی وہ معاہدہ ہے جو انسان اپنے امام و مرشد کے ہاتھ پر کرتا ہے جیسا کہ تمنے کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا کہنے کو یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے لیکن اسکے معانی پر غور کرو کہ کسقدر وسیع ہیں حی علی الصلوٰۃ کی آواز آتی ہے اور یہ سنتا ہے لیکن دیکھتا ہے کہ بہت سے ضروری کام کرنے کو ہیں اور اسنے اگر ذرا سی بھی لاپروائی کی تو حرج ہوگا۔ اسلئے فرض تنہائی ہی میں ادا کر لونگا۔ یہ خیالات دل میں ایکطرف ہیں دوسری طرف حی کا لفظ بتاتا ہے کہ جلدی کرو۔ اور ادہر معاہدہ یہ کیا ہوا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔

اب اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت مقدم کرتا اور حی علی الصلوٰۃ کی آواز پر مسجد کو جاتا ہے تو بیشک اس معاہدہ کو پورا کرنیوالا ٹھیرتا ہے لیکن اگر تساہل کرتا ہے تو اس معاہدہ کو توڑتا ہے اسیطرح دنیا کے ہر کاروبار میں اس قسم کے امتحان اور مشکلات پیش آتے میں ایکطرف بیوی بچوں کیلئے خرچ کی ضرورت ہے اور پہر قرآن کریم میں پڑہتا ہے لاتسرفوا اور ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔ اور ایکطرف دین مال و عزت اور جان خرچ کرانی چاہتا ہے اسوقت اپنی اندرونہ کا معاینہ کرے اور اپنے فعل سے دکہائے کہ کیا دین کو مقدم کرتا ہے یا دنیا کو

غرض

ہر حکم الٰہی میں اسکو سوچنا پڑتا ہے کہ دین کو مقدم کرتا ہوں یا دنیا کو۔ کسی تقریر اور چالاکی سے کام نہ رہا ہوں یا سچے اخلاص سے اپنے ہر قول اور فعل کو پڑتال کرے کہ کیا واقعی خدا تعالیٰ کیلئے ہے یا دنیوی اغراض اور مقاصد پیش نظر ہیں لیس اپنے اس بڑے عظیم الشان معاہدہ کو ہر وقت پیش نظر رکھو یہ معاہدہ تم نے کسی معمولی انسان کے ہاتھ پر نہیں کیا خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح و مہدی کے ہاتھ پر کیا ہے اور میں تو یقین سے کہتا ہوں کہ خدا کے مرسل ہی نہیں خدا کے ہاتھ پر کیا ہے

. . . . کیونکہ ید اللہ فوق ایدیھم آیا ہے۔

دیکہو! اور اپنے حالات کو خود مطالعہ کرو کہ کیا جسقدر تڑپ کوشش اور اضطراب دنیوی اور ادنیٰ ضروریات کیلئے دل میں ہے کم از کم اتنا ہی سہی وہ دینی ضروریات کیلئے بھی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پہر دین کو دنیا پر تقدم تو کہاں برابری بھی نصیب نہ ہوئی۔ ایسی صورت میں وہ معاہدہ جو امام کے ہاتھ پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے کہاں پورا کیا میںنے خود تجربہ کیا ہے سینکڑوں خطوط میرے پاس آتے ہیں جنمیں ظاہری بیماریوں کے ہاتھ سے نالاں لوگوں نے جو جو اضطراب ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کیلئے تو اسقدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں مگر باطنی اور اندرونی بیماریوں کیلئے انہیں کوئی تڑپ نہیں باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں یہی بدظنی۔ منصوبہ بازی۔ تکبر۔ دوسرے کی تحقیر غیبت اور اور اس قسم کی بدذاتیاں اور شرارتیں شرک۔ ماموروں کا انکار وغیرہ۔ ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج کی تلاش انہیں نہیں ہوتی میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑہتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔

باقی آئندہ

امیر

چند سوالون کے جواب

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین جن شاہجہانپوری سوالون کے جواب کا ذکر کیا گیا تہا۔ انکا جواب حضرت حکیم الامۃ کے ارشاد کی بنا پر جو ہمنے لکہا ہے اور حضرت موصوف کو دکہا لیا گیا ہے شائع کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر۔

سوال اول۔ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے اسکا ثبوت کیا ہے ؟

جواب۔ اس سوال کے جواب مین سب سے اول تو ہم یہ کہتے ہین کہ جب ہم دنیا کی عمر سات ہزار سال بیان کرتے ہین تو اس سے ہماری مراد دنیا کی وہ عمر ہے جو ہمارے آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے لیکر آدم ثانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور اختتام دنیا تک سمجہی جاتی ہے اس سے یہہ مراد ہرگز نہین ہے کہ خداتعالےٰ سات ہزار برس سے ہی **خالق** ہے۔ بلکہ ہمارا اعتقاد ہے (اور ایسا ہی قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور اکابران اُمت کے ملفوظات سے معلوم ہوتا ہے) کہ ہمارے آدم سے بہی پہلے لاکہون لاکھ آدم گذر چکے ہین اس سوال پر بحث کرنا اسوقت چونکہ ملحوظ خاطر نہین اسلئے اسکو یہین چہوڑ کر اب اس حصہ کیطرف توجہ کرتے ہین کہ کیا یہہ واقعی امر ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے ؟ اس کے جواب کے ہم تین حصے کرینگے۔ **اوّل** قرآن شریف سے اسکا ثبوت دینگے پھر احادیث نبی کریم اور اکابران ملت کی تحریرون سے۔ اور تیسرے حصہ مین آجکل کی تحقیقات کی رو سے اسپر کچہہ عرض کرینگے۔ پہلا حصہ۔ قرآن کریم سے اس کا ثبوت۔

قرآن کریم سے اسکا ثبوت دینے وقت یہ امر قابل اظہار ہے کہ قرآن کریم چونکہ کوئی ایسی کتاب نہین جسکی غرض **مادیات** پر بحث ہو بلکہ وہ **ہدی للمتقین** ہے اسلئے اس نے عمر **دنیا** کے متعلق جو بحث کرنی چاہی ہے اوس کی غرض جیالوجی کے باریک مسائل کی تعلیم نہین بلکہ وہ اس راز کے انکشاف مین ایک عظیم الشان **مجدد** اور **مامور** کی پیشگوئی کرنی چاہتا ہے اور **اسکا زمانہ** اور اس زمانہ کے **نشانات** کو بیان کرنا اسکا مقصد اصلی ہے۔ وہ مجدد اور **مامور الف ششم** یا دنیا کے آخری ہزار مین آنیوالا تہا۔ اور اسکے زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے۔ ازینوجہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے۔

قرآن کریم اور سات کا عدد

یہہ بات بہی بحضور دل یاد رکہنی چاہئے کہ خداتعالےٰ کی کتابون اور خاتم الکتب قرآن مجید مین بعد اعداد خاص مناسبت رکہا کرتے ہین منجملہ انکے سات و ۷۰ و ۷۰۰ و سات ہزار کے اعداد بہت بڑی خصوصیت رکہتے ہین انہین مین سے یہ **سات ہزار** کا ایک عدد ہے سات کے **عدد** کو جو خصوصیتین ہین انمین سے بعض حسب ذیل ہین۔

۱۔ قرآن کریم سات مختلف مذاہب سے بحث کرتا ہے۔
الف۔ دہریون یعنی منکران ذات باری کی۔
(ب) منکران نبوت برہموؤن سے۔
(ج) یہود۔ نصاریٰ۔ بت پرست۔ مجوس۔ منافق

۲۔ قرآن کریم سات عظیم الشان عقاید حقہ کا بیان کرتا ہے
الف۔ خداتعالیٰ کی ہستی۔ ذات۔ صفات۔ اسماء اور افعال کی لطیف بحث۔
(ب) ملائکہ کے وجود انکے افعال وصفات کی فلاسفی
(ج) کتب الہیہ کا دلچسپ تذکرہ۔
(د) رسالت کی ضرورت اور ایمان بالرسل کی بحث
(ہ) تقدیر۔ یعنے ان اندازون پر فلسفیانہ بحث جو اللہ تعالےٰ نے مقرر کئے ہین۔
(و) ختم نبوت کی بحث۔
(ی) اعمال صالحہ وسیئہ پر جزا وسزا کے متعلق۔

۳۔ قرآن کریم سات اعمال صالحہ کا ذکر فرماتا ہے۔
(۱) اقرار (۲) نماز (۳) زکوٰۃ (۴) روزہ (۵) حج (۶) اخلاق فاضلہ۔ اور رذائل۔

۴۔ سات ہی نتائج حسنہ واسکی پیش کرتا ہے (۱) صحت جسمانی۔ (۲) جسمانی آرام (۳) روحانی آرام (۴) قبر مین آرام (۵) حشر مین آرام (۶) صراط پر آرام (۷) جنت پر آرام۔

ایسا ہی اور بہت سے امور ہین محض مثال کے طور پر یہ چند دکہا دیئے ہین۔

غرض اس نہج پر سات ہزار کا عدد ایک ایسا عدد ہے جسکو الٰہی کتابون کے ساتہہ ایک مناسبت ہے اب مین قرآن سے وہ ثبوت پیش کرنا چاہتا ہون جو اس دنیا کے سات ہزار سال کے متعلق ہے۔

قرآن کریم مین زمین وآسمان کے چہہ دن کے اندر بنانے اور پہر خلق آدم کا ذکر کرنے کے اندر ایک روحانی سر موجود ہے اور وہ یہہ ہے کہ تمام اشیاء کی تکمیل کیلئے ایک ستہ ضروریہ اللہ تعالےٰ نے رکہا ہے اور یہ اشارہ تہا روحانی نظام کی تکمیل کیطرف جب حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آخر ہزار ششم وہ آخری حصہ اس دنیا کا ہوا۔ جس سے ہر ایک روحانی اور جسمانی تکمیل وابستہ ہے کیونکہ خدائی کارخانہ قدرت مین چھٹے دن اور چھٹے ہزار کو الٰہی فعل کی تکمیل کے لئے قدیم سے مقرر فرمایا گیا ہے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام چھٹے دن مین یعنی بروز جمعہ دن کے اخیر حصہ مین پیدا ہوئے یعنی آپ کے وجود کا تمام وکمال پیرایہ چھٹے دن ظاہر ہوا گو خمیر آدم کا آہستہ آہستہ طیار ہو رہا تہا اور جمادی نباتی حیوانی پیدائشون کے ساتہہ ہی شریک تہا لیکن کمال خلقت کا دن چھٹا تہا۔ یہی سر ہے جو قرآن شریف بہی گو نجماً نجماً نازل ہو رہا تہا مگر اوس کا کامل وجود بھی چھٹے دن ہی بروز جمعہ اپنے کمال کو پہونچا اور آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** نازل ہوئی ایسا ہی انسانی نطفہ بہی اپنے تغیرات کے چھٹے مرتبہ پر ہی خلقت بشری سے پورا حصہ پاتا ہے جسکی طرف **ثم انشاناہ خلقا اخر** مین اشارہ ہے اور وہ مراتب ستہ یہ ہین (۱) نطفہ (۲) علقہ (۳) مضغہ (۴) عظام (۵) لحم محیط عظام (۶) خلق آخر یہ ایک قانون قدرت ہے جس سے کوئی شخص بہی ہر چند وہ مذہب سے واسطہ نرکہتا ہو لیکن علم دوست ہو اسے ماننا پڑتا ہے۔ پس اس قانون قدرت سے جو روز ششم اور مرتبہ ششم کی نسبت معلوم ہو چکا ہے ماننا پڑتا ہے کہ دنیا کی عمر کا ہزار ششم بہی یعنی اس کا آخری حصہ ہی عظیم الشان حصہ ہے اور وہ بالطبع کسی آدم کی خلق کو چاہتا ہے۔ ان لوگون کے لئے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے واقفیت رکہتے ہین اور علمی مذاق سے آشنا ہین یہ لطیفہ بہت کچہہ مسرت بخش ہے کیونکہ اس سلسلہ کے امام کو خداتعالےٰ نے اسی مناسبت کیوجہ سے براہین احمدیہ مین آدم کہا **اردت ان استخلف فخلقت ادم** ہمکو اس مقام پر اس مضمون پر بحث نہین کرنی بلکہ اصل مضمون عمر دنیا کی متعلق ہے لیکن ہم پہلے لکہہ چکے ہین کہ عمر عالم کا مسئلہ قرآن کریم نے محض اس بنا پر حل کیا ہے کہ آخری زمانہ مین ایک عظیم الشان مصلح آنیوالا تہا۔ ورنہ جیسا ہم پہلے بیان کر آئے ہین قرآن شریف کی غرض کچہہ اور ہے عمر دنیا یعنے دور آدم کا زمانہ سات ہزار سال جو قرار دیا گیا ہے اسکے ثبوت کے لئے اولاً عالم کبیر کی خلقت کا بیان ہے **ہوالذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام** پہر انسان (جو عالم صغیر ہے) کی خلقت کیلئے چہہ مراتب بیان کئے۔ گویا وہ پیدائش بہی چہہ دن مین ہوئی۔ اور ایک دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن کریم سے ثابت ہے کہ ہزار سال کا ہوتا ہے **ان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون** اسپر شہادت ہے۔

اب اس چہہ ہزار سال کے بعد جو آخری ہزار ہے وہ زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے ساتہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو عصر کا زمانہ قرار دیا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین بہی والعصر ان الانسان لفی خسر فرمایا ہے۔ اس سورۃ کی اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کے مبارک عصر تک جو عہد نبوت ہے یعنی تیس برس کا تمام وکمال زمانہ یہ کل مدت زمانہ کی ساتہہ ملاکر ۴۷۳۹ برس دور آدم سے آنحضرت صلعم کے روز وفات تک قمری حساب سے ہوتی ہین اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الف خامس مین مبعوث ہوئے۔

ایک علمی نکتہ اس مقام پر اس نکتہ کا بیان نکرنا خطرناک فروگذاشت ہے کہ الف خامس مریخ ستارہ کیطرف منسوب ہے یہی وجہ تہی کہ جو آنحضرت صلعم کو ان مفسدون کے قتل اور سزا یابی کا حکم ہوا جنہون نے مسلمانون کو قتل کیا او قتل کرنا چاہا اور یہی خداتعالیٰ کے اذن اور حکم سے مریخ کا حکم ہے لیکن آنحضرت صلعم کی ایک بعثت ثانی بہی ہے جو مہدی کی کے رنگ مین احادیث سے ثابت ہے وہ ہزار ششم مین مقرر کیگئی ہے۔ اور وہ اسم احمد کی تجلی ہوگی جو جمالی اسم ہے وہ ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے جو مامورین کو خونریزی سے منع کرتا اور عقل و دانش اور مامور استدلال کو بڑہاتا ہے۔ **پس الف سادس** یا چھٹا ہزار ایک کامل ظہور اور بروز کو چاہتا تھا اور آدم چونکہ جلالی اور جمالی صفات کا مظہر تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہی ہر دو صفات کے مظہر اتم تھے مگر آپ کا ظہور **جلال الف** پنجم پر ہوا اور ظہور جمال کیلئے الف سادس مقرر ہوا تہا۔ جو بروزی رنگ مین ہونیوالا تہا۔ اسلئے **مہدی** کا نام آنحضرت نے اپنا ہی نام ٹھہرایا۔

اس ظہور ثانی کیلئے آیت **واخرین منہم لما یلحقوا بہم** بہی اشارہ کرتی ہے اور تمام مفسرین نے بالاتفاق اسکو تسلیم کیا ہے کہ **مسیح موعود** کے زمانہ سے متعلق ہے پہر قرآن شریف کی ایک اور آیت ہے **ہوالذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ** ہے جو مسیح موعود کے زمانہ سے وابستہ ہے۔ اور **مسیح موعود** کا زمانہ آیت استخلاف کے ماتحت رکہکر چہٹا ہزار ہی قرار پاتا ہے کیونکہ بائبل کے حساب کے موافق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ۴۶۳۶ برس ہوتے ہین۔ اور مثیل موسیٰ کی بشارت کے موافق آپکے بعد چودہوین صدی مین مسیح موعود آنا چاہیے جو چھٹے ہزار کو ظاہر کرتا ہے۔

پس جب ہم آیت **استخلاف** اور پہر **ہوالذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ** اور **واخرین منہم لما یلحقوا بہم** کو ملاتے ہین تو چھٹے ہزار پر مسیح موعود کی بعثت قرار پاتی ہے جو بالکل صحیح ہے اور پھر اسکے ساتہہ آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** مین تکمیل کے دو شعبے تکمیل ہدایت اور تکمیل اشاعت ہدایت کو ملادین تو اور بہی یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا وہی زمانہ ہے جو لیظہرہ علی الدین کلہ کا زمانہ ہے۔ پس یہ ساری آیات مجموعی طور پر **الف سادس** کا پتہ دیتی ہین۔ اور یہ اشارہ تکمیل آدم مین پہلے سے مرکوز ہے جو چھٹے دن ہوں۔

(باقی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوسے قبول نہ کیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اوسکی سچائی ظاہر کر دیگا

الدعوت

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین | این دو شاہد از پئے من نعرہ زن چون بیقرار
آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین | شد ظہور وعدہائے انبیاء و مرسلین
تا بکے جنگ و نبرد و کارزارت با خدا؟ | اے سیہ باطن! بترس از خشم رب العالمین

چونکہ میرا کام دعوت اور تبلیغ ہے اسلئے میں دوبارہ ظاہر کرتا ہوں اور میں قسم حضرت احدیت جلشانہ کی کھا کر کہتا ہوں کہ میرے پر خدا نے اپنی وحی کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ معصیت اور دنیا پرستی میں ایسے غرق ہو گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں رہا اور وہ جو اسکی طرف سے اصلاح خلق کیلئے بھیجا گیا ہے اس سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور یہ ٹھٹھا اور لعن طعن حد سے گذر گیا ہے پس خدا فرماتا ہے کہ میں ان سے جنگ کرونگا† اور میرے وہ حملے ان پر ہونگے جو انکے خیال و گمان میں نہیں کیونکہ انہوں نے جھوٹ سے اسقدر دوستی کی کہ سچائی کو اپنے پاؤں کے نیچے پامال کرنا چاہا پس خدا فرماتا ہے کہ میں نے اب ارادہ کیا ہے کہ اپنے غریب گروہ کو ان درندوں کے حملوں سے بچاؤں اور سچائی کی حمایت میں کئی نشان ظاہر کروں اور وہ فرماتا ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اوسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ پس تم سوچ کر دیکھو کہ یہ کیسے دن ہیں جو تم دیکھ رہے ہو سچ کہو کہ کیا کبھی تمہارے باپ دادوں نے سنا تھا کہ جس زور سے اب ملک کو طاعون کھا رہی ہے کبھی پہلے بھی ایسا زور ہوا تھا اور جسطرح ابھی ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک شدید زلزلہ نے تمہارے دلوں کو ہلا دیا اور عام نقصان پہونچا دیا اور لوگوں کو دیوانہ سا کر دیا کبھی پہلے بھی تم نے یا تمہارے بزرگوں نے اس ملک میں دیکھا تھا؟ اور یاد رکھو کہ یہ تمام واقعات صرف تکلف اور بناوٹ سے پیشگوئیاں قرار نہیں دیئے گئے بلکہ سالہا سال اونکے وجود سے پہلے براہین احمدیہ میں خبر دیگئی تھی اور ایسا ہی دوسری کتابوں میں جو میری تالیف ہیں یہ خبریں شائع ہو چکی ہیں اور یہ تو پرانی ہیں ممکن ہے کہ اکثر لوگوں کو بھول گئی ہونگی کیونکہ غفلت اور عداوت اور بدظنی یہ تینوں جسجگہ اکٹھی ہو جائیں وہاں حافظہ کب درست رہ سکتا ہے خدا کے وعدے بھی ایمانداری سے ہی یاد رہتے ہیں ورنہ جس شخص کا دل ایمان سے خالی ہو وہ ہزار نشانوں کو بھی آنکھوں سے دیکھکر ایسا دل سے اتار دیتا ہے جیسا کہ ایک تنکا توڑ کر پھینک دیا جائے غرض میں اسوقت پرانی پیشگوئیوں پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ میں ان پیشگوئیوں کو پیش کرتا ہوں جنکی شائع کئے جانے پر قریباً ایک مہینہ گذرا ہے دیکھو میرا اشتہار الوصیت جسکو میں نے ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع کیا تھا یہی اشتہار الحکم نمبر ۷ جلد ۹ کے صفحہ ۱۱ پر ۲۸ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا اور پھر دوبارہ الحکم نمبر ۱۰ ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱ کالم ۲ میں شائع ہوا ہے ان پیشگوئیوں میں سے ایک خبر کے الفاظ یہ ہیں کہ ۲۶ فروری ۱۹۰۵ء کی رات کو جسکی صبح کو ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء تھی پہلے بطور کشف دکھایا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے میرے مونہہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی‡ لگ رہی ہے اور مجھے دکھایا گیا کہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانیکو ہے نہ مستقل سکونت ان کی جگہ رہیگی نہ عارضی سکونت کے مقاموں پر اور عارضی سکونت کا مونہہ پر آفت آئیگی اور پھر مارچ کے مہینہ میں خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی سے میرے پر ظاہر کیا کہ مکذبوں کو ایک نشان دکھایا جائیگا۔ اور یہ پیشگوئی بھی اوسی الحکم ۲۴ مارچ میں شائع ہو چکی ہے۔ اب اے عزیزو! سوچ کر کہو کیا یہ زلزلہ جو ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو کل صبح کو اس ملک میں ظاہر ہوا وہی نشان نہیں ہے! جسکی خدا نے پہلے سے خبر دی ہے۔ دیکھو کتابوں میں لکھا گیا تھا کہ مہدی موعود کے زمانہ میں رمضان میں کسوف خسوف ہوگا اور مسیح موعود کی نسبت خود عیسائی صاحبوں کی انجیل میں ہے کہ مسیح کے وقت میں مری پڑیگی یعنی طاعون۔ اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر چڑھائی کریگا اور سخت زلزلے آئیں گے پس تمنے ان تمام علامتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا پھر جبکہ تمام نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ان دونوں منصبوں کا مدعی میں ہوں جو تم میں اسوقت پچیس سال سے موجود ہوں پس میرے بعد کس کا انتظار کروگے؟ ان تمام علامتوں کا مصداق تو وہ ہے جو ان نشانوں کے ظہور کے وقت موجود ہے نہ وہ کہ جسکا ابھی دنیا میں نام و نشان نہیں۔ یہ عجب سخت دلی ہے جو سمجھ میں نہیں آتی جبکہ میرے دعوے کے ساتھ سب نشان ظاہر ہو چکے اور میری مخالفت میں کوششیں بھی ہو کر انمیں نامرادی اور ناکامی رہی مگر پھر بھی انتظار کسی اور کی ہے؟ ہاں یہ سچ ہے کہ میں نہ جسمانی طور پر آسمان سے اترا ہوں اور نہ میں دنیا میں جنگ اور خونریزی کرنے کے لئے آیا ہوں مگر میں خدا کی طرف سے ہوں میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ میرے بعد قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہیں آئیگا جو جنگ اور خونریزی سے دنیا میں ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو اور نہ کوئی ایسا مسیح آئیگا جو کسی وقت آسمان سے اترے گا ان دونوں سے ہاتھ دھو لو یہ سب حسرتیں ہیں۔ جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبر میں لیجائینگے نہ کوئی مسیح اتریگا۔ اور نہ کوئی خونی مہدی ظاہر ہوگا جو شخص آنا تھا وہ آچکا وہ میں ہی ہوں جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا وہ خدا سے لڑتا ہے کہ تو نے کیوں ایسا کیا حالانکہ ایسی غلطیاں یہود سے بھی ہوتی رہی ہیں اور ان کے علماء بھی پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ٹھوکر کھاتے رہے ہیں کہ سمجھا کچھ اور آخر ظاہر ہو گیا کچھ۔ عزیزو! شرم اور حیا کرو کہ خدا کے دن آگئے اور آسمان تمہیں وہ کرشمے دکھا رہا ہے جنکی تمہارے آباؤ اجداد کو خبر نہ تھی مبارک وہ جو میرے بارے میں ٹھوکر نہ کھاویں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۵ اپریل ۱۹۰۵ء

† جنگ سے مراد انسانی جنگ نہیں ہے بلکہ فرشتوں کا جنگ اور قضاء و قدر کا جنگ۔ منہ۔ ‡ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱۳۰ پر بھی یہ الہام شائع ہو چکا ہے۔ منہ

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ

بنگر اے قوم نشان ہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بر چشم نشانی است کبیر

۴ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو ایک ایسا عظیم الشان نشان خدا کے برگزیدہ مہدی و مسیح کی تائید اور صداقت میں ظاہر ہوا ہے جو صدیوں سے اہل دنیا نے نہ دیکھا ہوگا۔

میرا یہ کلام مبالغہ اور تاریخ سے بے خبری پر دلالت نہیں کرتا بلکہ جیسا کہ میں واقعات کی بنا پر دکھاؤنگا۔ حق اور حقیقت پر مبنی ہے یہہ ایک فیکٹ (امر واقعہ) اور ٹروتھ (صداقت) ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا مگر وہی جو خدا تعالے کے سنن سے ناواقف ہے

اس امر کو سمجھنے کے لئے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہی سنت چلی آتی ہے کہ جب کوئی مامور اور مرسل دنیا میں اصلاح خلق کے لئے آتا ہے تو اس کے ساتھ ہی طبیعتوں میں بیداری کی حالت پیدا کرنے کے لئے اور نیز شریران بد اعمالیوں کی پاداش اور عقوبت کے لئے جن کی کثرت اس مامور کی بعثت کا موجب اور باعث ہوتی ہے خدا تعالے مختلف رنگوں میں عذاب الٰہی نازل کرتا ہے۔ اس عذاب کے نزول میں ایک یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ چونکہ خدا تعالے کا مامور اور اس کی جماعت بھی انہیں اسباب عادیہ اور قوانین قدرتیہ کے ماتحت ہوتے ہیں جو دوسروں پر حکومت کرتے یا اثر ڈالتے ہیں اسلئے خدا تعالیٰ مامور اور اسکی قوم کے ساتھ ایسا نشان رحمت ظاہر کرتا ہے جو دوسروں پر حجت اور مخلص مومنین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہو جاتا ہے سنت اللہ سے ناواقف اور ماموروں کی سیرۃ پر نگاہ نکرنے والی قوم ان باتوں کو سن کر ہنسی اور بیباکی اور شوخی میں ترقی کرتی ہے لیکن خدا تعالے کے مامور کو ماننے والے اور اس پر ایمان لانیوالے ان عذابوں اور عتابوں کو ایک نیا ایمان عطا کرنے والے نشانات اور تضرع کی حالت پیدا کرنے والے الارحم سمجھتے ہیں۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ماموروں کے ارسال اور نزول عذاب کے متعلق فرمایا ہے وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ وما کنا معذبین حتے نبعث رسولا۔

یعنی جب کوئی نبی اور رسول مامور اور مبعوث ہوتا ہے تو اس کے ساتھ عذاب بھی آتا ہے۔ پس عذاب الٰہی اور خدا کے مامور و مرسل کی بعثت ایک پہلو سے لازم و ملزوم امر ہیں سعادتمند اور صاحبدل وہ انسان ہوتا ہے کہ اگر وہ کم از کم مامور کی بعثت اور اسکی اول دعوت پر کسی وجہ سے قبول کرنے کی توفیق نپا سکے تو جب آسمان کی حالت بدلی ہوئی دیکھے تو خدا کے خوف سے ڈر جاوے۔ مگر تھوڑے ہوتے ہیں جو عبرت حاصل کرتے ہیں

اسکے نمونے ہر زمانہ میں جب خدا کے مامور آتے رہے ہیں دیکھے گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کی مجید کتاب ان امور پر پوری روشنی ڈالتی ہے اسوقت چونکہ خدا کے فضل سے پھر ایک مامور دنیا میں آیا ہے اور جیسا کہ پہلے سے مقدر تھا اور نبیوں اور رسولوں کی معرفت وعدہ دیا جا چکا تھا اسکے سارے نشان ظاہر ہو چکے اور ہو رہے ہیں تیس۳۰ برس کے قریب زمانہ گذرتا ہے کہ جب اس نے خدا تعالے کیطرف سے وحی اور اطلاع پاکر اپنی کتاب براہین احمدیہ میں یہ الہام شائع کیا تھا جس پر پچیس برس یا پچیس سال کا زمانہ گذرتا ہے۔

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

جب اسے یہ وحی ہوئی اسوقت وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ زور آور حملے کونسے ہیں اسے ہرگز معلوم نہ تھا۔ کہ وہ دنیا میں ایک رسول اور مامور کی حیثیت سے آیا ہے ہاں وہ یہ جانتا تھا اور ایمان لاتا تھا کہ یہہ خدا تعالے کی وحی ہے اور اس پر اتری ہے اور اسکے متعلق ہے۔ اس وحی کو اسنے مختلف اوقات اور مختلف تصنیفات میں اپنی تائید میں پیش کیا۔ جب ۱۸۸۸ء میں اسنے خدا تعالے سے مامور ہو کر بیعت کا اعلان شائع کیا تو اس میں یہ الہام شائع کیا۔

واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔

خدا تعالیٰ کی مجید کتاب سے معلوم ہوتا تھا کہ یہہ وحی حضرت نوح علیہ السلام کو ہوئی تھی۔ اور انکے وقت میں جو خطرناک طوفان آیا۔ یہہ وحی اسکی خبر دیتی اور مخلوق کے غرق ہونے کی پیشگوئی کرتی تھی۔ خدا کا یہہ مامور بجائے خود سمجھتا تھا کہ دنیا پر کوئی عذاب شدید آنے والا ہے اور دنیا میں ایک نذیر آیا۔ والا الہام بھی تائید کرتا تھا۔ اور اس وحی بیعت سے یہہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ خدا کا یہہ مامور نوح کا بھی مثیل ہے۔ لیکن ابھی تک اہل عصر ناواقف تھے کہ کیا ہونے والا ہے۔ یہانتک کہ خدا تعالیٰ نے اپنی کھلی کھلی وحی کے ذریعہ آپ پر ظاہر کر دیا کہ آنیوالا موعود مسیح تو ہی ہے اب اسکے بعد دنیا کی کتاب میں ایک نیا زمانہ شروع ہوا۔ ہر طرف سے شور مخالفت بلند ہوا۔ اور جو جس سے ہو سکا۔ اسنے اسکی مخالفت میں کیا اور اپنی ناکامی اور نامرادی کو خوب ہی دیکھا۔ مگر بل بے بے حیائی کہ اسقدر نامرادیوں اور ناکامیوں پر بھی شوخی اور شرارت بڑہتی گئی میں اسوقت کوئی تاریخ لکھنے نہیں بیٹھا مجھے صرف عام واقعات کو یاد دلانا ہے جوں جوں مخالفت بڑہتی گئی شوخی اور شرارت میں ترقی ہوئی خدا کی غیرت بھی جوش زن ہوتی گئی۔ جب امن کے نشانوں سے لاپروائی کی گئی تو آخر سنت اللہ کے موافق وہ نشان ظاہر ہونے لگے جو عذاب کے نشان ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلا نشان اور خدا کا زور آور حملہ طاعون کے رنگ میں ظاہر ہوا طاعون کی ذریعہ جو کچھ حالت ملک اور اہل ملک کی ہوئی ہے وہ کسی بیان کی محتاج نہیں رہی مگر افسوس جب اس عذاب الٰہی کی اس دردمند قوم نے اہل ملک کو خبر دی تو ابنائے ملک نے اسکو بھی ہنسی اور ٹھٹھوں میں اڑایا اور اسکی کچھ پروا نکی یہانتک کہ ملک تباہ ہو گیا ہے اور یتیموں اور بیواؤں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ ناظرین کے سامنے ایک اور امر واقعی پیش کروں شاید کسی سعید الفطرت کو فائدہ ہو۔ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے کھلے طور پر زور آور حملوں کا ذکر کیا۔ اور پھر نوح نام رکھا اور کشتی بنانے کا حکم دیا اور ایک غرق ہونے والی قوم کا نشان بتایا۔ اور اسی براہین میں مسیح ابن مریم بھی ٹھیرایا۔ اب اگر یہہ انسانی منصوبہ اور خیالی باتیں نہیں۔ تو قطع نظر اسکے کہ مفتری علے اللہ فوز اور فلاح کا وارث نہیں ہوتا عام طور پر بھی کسی منصوبہ باز کی نظیر نہیں مل سکتی جو اسقدر عرصہ دراز پہلے خبر دے اور وہ واقعات اسکی زندگی میں پورے ہوں۔ یہہ ناممکن ہے کہ جب تک کوئی خدا کیطرف سے نہو۔ اور صادق نہ ہو۔ انجیل۔ جب ہم دیکھتے ہیں تو ان واقعات پر اور بھی بڑی روشنی پڑتی ہے۔ چنانچہ مسیح نے اپنی دوبارہ آمد کے جو نشان بتائے ہیں۔ ان پر غور کرو تو عجیب عجیب باتیں معلوم ہوتی ہیں چنانچہ مسیح نے اپنے دوبارہ آنیکا نشان یہ بتلایا ہے کہ ان دنوں میں فرت سورج اندھیرا ہو جائیگا۔ اور چاند اپنی روشنی نہیں دیگا اور ستارے آسمان سے گر جائینگے اور آسمان کی قوتیں ہل جائینگی تب ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے اور وہ نرسنگے کے بڑے شور کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وے اوسکے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کی اس حد سے اس حد تک جمع کرینگے جب تم یہ سب کچھ دیکھو تو جانو کہ وہ نزدیک بلکہ دروازہ پر ہے میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب کچھ ہو نہ لے اس زمانہ کے لوگ گذر نہ جائینگے آسمان و زمین ٹل جائینگی پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی لیکن اوس دن اور اوس گھڑی کو میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتوں تک کوئی نہیں جانتا جیسا نوح کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابن آدم کا آنا بھی ہوگا کیونکہ جس طرح ان دنوں میں طوفان کے پہلے کھاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تھے اس دن تک کہ نوح کشتی پر چڑھا اور نہ جانتے تھے جبتک کہ طوفان آیا اور اُن سب کو لے گیا اسطرح ابن آدم کا آنا بھی ہوگا یعنی جسطرح کہ نوح کی کشتی بنانے سے پہلے لوگ امن اور آرام سے بستے تھے کوئی ارضی یا سماوی حادثہ اون پر وارد نہ تھا اسی طرح ابن آدم یعنی مسیح بھی لوگوں کے آرام اور خوشحالی کے وقت میں آئیگا اوس کے آنے سے پہلے کسی قسم کا حادثہ لوگوں پر نازل نہیں ہوگا بلکہ معمولی طور پر امن اور راحت سے دنیا اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوگی۔ دیکھو متی باب ۲۴۔

حضرت مسیح کے اس بیان میں بظاہر صورت جسقدر تناقض ہے ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا کیونکہ انہوں نے اپنے اترنے سے پہلے اس امر کو ضروری ٹھیرایا ہے کہ سورج اندھیرا ہو جائے اور چاند روشنی نہ دیوے اور ستارے آسمان کے زمین پر گر جائیں۔ سو ان علامات کو اگر ظاہر پر حمل کیا جائے تو یہ معنی بدیہی البطلان ہیں کیونکہ جس وقت سورج اندھیرا ہو گیا اور چاند کی روشنی جاتی رہی تو پھر دنیا کیونکر نوح کے زمانہ کی طرح امن سے آباد رہ سکتی ہے بھلا یہ بھی جانے دو شاید دنیا سخت مصیبت کے ساتھ گذارہ کر سکے لیکن زمین پر ستاروں کے گرنے سے کیا زمین کے باشندوں میں سے کوئی باقی رہ سکتا ہے سچ تو یہ ہے کہ اگر آسمان کا ایک ہی ستارہ زمین پر گرے تو تمام دنیا کے ہلاک کرنے کے لئے کافی ہے کیونکہ کوئی ستارہ عرض طول میں زمین کے ہورہ سے کم نہیں ہے ایک ستارہ گر کر زمین کی تمام آبادی کو دبا سکتا ہے چہ جائیکہ تمام ستارے زمین پر گریں اور ان کے گرنے سے ایک آدمی کو بھی

آسیب نہ پہونچے بلکہ حضرت نوح کے زمانہ کی طرح مسیح کے اُترنے سے پہلے امن اور جمعیت سے آباد ہوں اور مسیح کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتہہ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکہیں۔

سوائے حق کے طالبو یقیناً سمجہو کہ یہ سب استعارات ہیں حقیقت پر ہرگز محمول نہیں حضرت مسیح کا مطلب صرف اتنا ہے کہ وہ دین کے لئے ایک تاریکی کا زمانہ ہوگا اور ایسی ضلالت کی تاریکی ہوگی کہ اوسوقت نہ آفتاب کی روشنی سے جو رسول مقبول اور اوسکی شریعت اور اُسکی کتاب ہے لوگ آنکہیں کہولیں گے کیونکہ اون کے نفسانی حجابوں کیوجہ سے آفتاب شریعت اُنکے لئے اندھیرا ہو جائیگا اور ماہتاب بہی انہیں روشنی نہیں دیگا یعنی اولیا کے وجود سے بہی انہیں کچہہ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ بیدینی کے بڑھ جانے سے مردان خدا کی محبت بہی اُنکے دلوں میں نہیں رہے گی اور آسمان کے ستارے گرینگے یعنی حقانی علماء فوت ہو جائینگے اور آسمان کی قوتیں ہل جائیں گی یعنی آسمان اوپر کیطرف کسی کو کہینچ نہیں سکے گا۔

دن بدن لوگ زمین کیطرف کہینچے چلے جائیں گے اوسوقت نہ لڑائیاں ہوں گی اور نہ عامہ خلائق کے امن اور عافیت میں خلل ہوگا بلکہ نوح کے زمانہ کیطرح ایک امن بخش گورنمنٹ کے تحت میں* وہ لوگ زندگی بسر کرتے ہوں گے جن میں مسیح موعود نازل ہوگا یاد رکہنا چاہئے کہ حضرت نوح کا زمانہ باعتبار اپنی معاشرت کے اصولوں کے نہایت امن کا زمانہ تہا لوگ اپنی لمبی لمبی عمروں کو نہایت آسائش اور امن خیر و عافیت سے بسر کر رہے تہے اسی وجہ سے لوگ سخت درجہ کے غافل ہو گئے تہے معلوم نہیں کہ اسوقت کوئی شخصی سلطنت تہی یا جمہوری اتفاق سے اس درجہ پر عامہ خلائق کیلئے ہر طرح سے آسودگی پیدا ہو گئی تہی بہرحال اوس زمانہ کے لوگ آرام پانے میں اور امن اور عافیت میں زندگی بسر کرنے میں اس زمانہ کے اون لوگوں سے بہت مشابہ ہیں جو گورنمنٹ برطانیہ کے سایۂ عاطفت کے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے جسقدر اسباب آرام اور امن اور خوشحالی کے رعیت کے لئے مہیا کئے گئے ہیں اونکا شمار کرنا مشکل ہے گویا انکی اس زندگی کو ایک نمونہ بہشت کا بنا دیا گیا ہے لیکن غایت درجہ کے آرام پانے سے اور نہایت درجہ کے امن کیوجہ سے یہ آفت دلوں میں پیدا ہو گئی ہے کہ دنیا کی زندگی نہایت شیرین معلوم ہو کر دن بدن اسکی محبت دلوں میں بڑہتی جاتی ہے جسطرف نظر ڈال کر دیکہو یہی خواہش جوش مار رہی ہے کہ دنیا کی یہ مراد حاصل ہو جائے اور بباعث امن پہیل جانے کے دنیا کی ہر ایک چیز کا قدر بڑھ جاتا ہے وہ مزروعہ زمین جسکو سکہوں کے عہد میں کوئی مفت بہی نہیں لے سکتا تہا لاکہوں روپیوں پر فروخت ہو رہی ہے اور یہانتک معاش کی راہیں کہل گئی ہیں کہ لوگ نجاست اور ہڈیوں کی فروخت سے وہ فواید حاصل کرتے ہیں کہ اس سے پہلے زمانوں میں اعلیٰ درجہ کے غلوں کی فروخت میں وہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے تہے اور نہ صرف یہی آرام کی صورتیں ہیں بلکہ نظر اُٹہا کر دیکہو تو تمام اسباب معاشرت و حاجات سفر و حضر کے متعلق وہ آرام کی بیلیں نکل آئی ہیں جو اس سے پہلے وقتوں میں شاید کسی نے خواب میں بہی نہ دیکہی ہوں گی پس اس مبارک گورنمنٹ کے زمانہ کو اگر اُس امن کے زمانہ سے مشابہت دیں جو حضرت نوح کے وقت میں تہا تو یہ زمانہ بلاوجہ اُسکا مثیل غالب ہوگا۔

اب غور کرو کہ کسطرح پر اس زمانہ کو نوح کا سا زمانہ قرار دیا اور ادہر حضرت حجۃ اللہ کو نوح کہا گیا پہر ملک اور قوم کی مذہبی اور دینی حالت کو ظاہر کیا اور اگر عام طور پر بہی اسکا مفہوم لیا جاوے تو کسوف خسوف اور ستاروں کے ٹوٹنے سے بہی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ پہر اسی انجیل کے اسی ۲۴ باب میں بتایا ہے کہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ مری اور کال پڑیں گے اور بہونچال آئیں گے۔

اگر یہ باتیں اپنے اندر کوئی حقیقت نہ رکہتی تہیں اور معمولی آفتیں تہیں تو کیوں یہ پیشگوئی قرار دی گئیں۔ ہرچند یہ باتیں عام ہیں لیکن انکی اصلیت میں ایک خصوصیت ہے اب اسوقت ہر قسم کے نشان پورے ہو رہے ہیں اور دنیا دیکہہ رہی ہے۔ خدا کے موعود مسیح نے ہر راہ سے ان لوگوں کو سمجہایا مگر اکثروں نے اسکی باتوں کو ٹہٹھوں میں اڑایا اور اسپر ہنسی کی یہانتک بدزبانی اور لعن طعن میں ترقی کی کہ زمین اس لعنتی نسل کو زیادہ دیر تک اپنی پشت پر رکہنے کے ناقابل ثابت ہوئی۔

اور آخر خداوند تعالیٰ کا دوسرا حملہ جو عظیم الشان نشان ہے ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو ایک خطرناک زلزلہ کی صورت میں نمودار ہوا اور یوں خدا کا وعدہ پورا ہوا

إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ

۳۔ اپریل کی شام تک کسی کو بہی کوئی خبر نہ تہی کہ ۴ اپریل کی صبح بے شمار انسانوں کو نیست و نابود کر دے گی اور لاکہوں لاکہہ مکانات تباہ ہو جائیں گے۔ اور یوں خداتعالیٰ کی وہ وحی بہی (جو اسنے تہوڑا ہی عرصہ گذرا ہے شائع کی تہی) پوری ہو جائیگی۔

عفت الدیار محلہا و مقامہا

جسوقت یہ پیشگوئی شائع ہوئی معمول کے موافق جلد باز اور بے باک لوگوں نے اسپر ہنسی اڑائی اور شوخیاں کیں۔ خداتعالیٰ کی یہہ وحی الحکم نمبر ۱۸۔ جلد ۸ کے صفحہ ۹ پر ۳۱۔ مئی ۱۹۰۴ء کو شائع کی گئی تہی۔ پہر اسی تاریخ کے الحکم میں خداتعالیٰ کی یہ وحی بہی شائع ہوئی۔

سلام علیکم طبتم

جو بظاہر صاف بتاتی ہے کہ جب ایسی حالت اور آفت پیدا ہوگی اوسوقت تمپر سلامتی ہوگی ایسا ہی اس سے پہلے ۲۸۔ اپریل ۱۹۰۴ء کو ایک الہام ہوا جو انہیں ایام میں مینے الحکم میں چہاپ دیا تہا۔

امن است در مکان محبت سرائے ما

ان وحیوں پر نظر کرو۔ اگر کوئی خطرناک وقت آنیوالا نہ تہا تو نوح کی طرح کشتی بنانے کا حکم کیوں ہوا۔ اور پہر یہہ کیوں فرمایا کہ سلام علیکم طبتم پہر۔ امن است در مکان محبت سرائے ما۔ یہہ ساری باتیں کسی آنیوالے خطرہ کو ظاہر کر رہی ہیں۔ جو معمولی خطرہ نہیں ہوگا۔ پہر خود اسی سال میں اس خوفناک زلزلہ سے پہلے ۲۷۔ فروری ۱۹۰۵ء کو دکہایا گیا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے اور ساتہہ ہی یہ الہام ہوا **موتا موتی لگ رہی ہے** اور پہر ۱۹۔ مارچ ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا کہ **مکذبوں کو ایک نشان دکہایا جائیگا** اور ایسا ہی ۱۹۔ جنوری کا کشف اور الہام جو ۳۱۔ جنوری ۱۹۰۵ء کے الحکم میں چہپا ہے

ایک چونکا دینے والی خبر۔

ان سب پیشگوئیوں کو یکجا جمع کرو۔ اور دیکہو کہ کیا یہ کسی معمولی واقعہ کی خبر دے رہی ہیں یا کسی عظیم الشان امر کی۔ اور وہ امر بہی ایسا امر نہیں جو خوشی کا ہو بلکہ خطرناک ہے اور اس میں خود حضرت مسیح موعود کی ہر طرح سے سلامتی ہے۔ یہ ساری باتیں قبل از وقت شائع ہوئیں۔ یہانتک کہ وہ موعود گہڑی آ پہونچی۔ اس سے پانچ روز پیشتر پہر اللہ تعالیٰ نے بطور بشارت القا فرمایا

سلاما سلاما

یہہ الہام ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۵ء کو الحکم کے صفحہ اول پر شائع ہوا۔ اب غور کن طبیعت اور انصاف پسند دل لیکر خدا کے لئے سوچو کہ کیا کوئی مفتری منصوبہ باز ایسی پیشگوئیاں کر سکتا ہے۔ پہر ایسی پیشگوئیاں جو اسکے دست تصرف اور حیطہ قدرت سے باہر ایک ہی قانون قدرت کے نیچے جس میں وہ اور اسکے مخالف سب موجود ہیں اور وہ اس میں اپنی سلامتی کا زور سے دعوے کرتا ہے۔

سوچو اور ان آیات اللہ کو بے قدری کی نگاہ سے مت دیکہو اور ہنسی میں مت اڑاؤ۔

خداتعالیٰ نے یہ نشانات عبرت کے لئے ظاہر کئے ہیں لیکن اسپر بہی تم ہنسی کرتے اور انکو ٹہٹھے میں اڑاتے ہو۔

اے بدقسمت! لوگو! تم کہاں گرے! کونسی چہپی ہوئی بدکاریاں اور بداعمالیاں تہیں جو تمہیں پیش آگئیں تم نے نشان پر نشان دیکہے مگر تم نے انہیں مشکوک کرنا چاہا اور لوگوں کو بدظن کرنے کی کوشش کی۔ تمہیں رحمت اور فضل کے نشان دیئے گئے تم نے انہیں کافی نہ سمجہا اور خدا کے زور آور حملوں سے اسکی نذیر کی سچائی کی آزمایش چاہی!

اے! اگر تم میں ذرہ بہی نیکی ہوتی تو خدا انہیں ضائع نہ کرتا ابہی کچہہ وقت باقی ہے اگرچہ تم بہت سا ثواب کہو چکے لیکن در توبہ باز ہے باز آجاؤ! کیا تم خداتعالیٰ سے اس بیوقوف کی طرح لڑوگے جو زور آور کے آگے سے ہٹ نہیں جاتا یہانتک کہ مار سے پیسا جاتا اور کچلا جاتا ہے یہانتک کہ ہڈیاں چور ہو کر اور ردہ ادہ موا ہو کر زمین پر گرتا اور پہر دردوں سے بیتاب ہو کر کراہتا ہے۔ دیکہو! یہودیوں نے خداتعالیٰ سے جنگ کی اسکے برگزیدہ مسیح کو انہوں نے قبول نہ کیا بلکہ اسکی اذیت رسانی میں انہوں نے مشورے کئے انہوں نے کیا پہل پایا تم اس جنگ سے کیا لوگے؟

دیکہو! میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا کے مسیح سے وہ تمام نشان اور کام ظاہر ہو رہے ہیں۔ جو خدا کے مرسلوں اور تائید یافتہ بندوں سے ہوا کرتے ہیں تم ان نشانات کو دیکہکر بہی اپنے آپ کو دانستہ ہلاکت میں نہ ڈالو! بدظنیاں چہوڑدو بدگمانیوں سے باز آجاؤ! انکا انجام اچہا نہیں۔ خداتعالیٰ کے برگزیدہ مرسل کی توہین سے آسمان سرخ ہو رہا ہے اور تم نہیں دیکہتے۔ فرشتوں کی آنکہوں سے خون ٹپک رہا ہے اور تمہیں نظر نہیں آتا۔ خداتعالیٰ اپنے جلال میں ہے اپنے بندے کے لئے اس کی غیرت جوش زن ہے اور در و دیوار حجر و شجر لرزہ میں۔ اس جوش اور لرزہ کو اب بچوں تک نے بہی دیکہہ لیا مگر آہ! تم دیکہنے والے نہ ہوئے۔ کہاں ہے وہ عقل جو سمجہہ سکتی ہے

حاشیہ * میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں جس نے زمین پر ایسا امن قایم کیا ہو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچہہ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹہکر بہی ہرگز بجا نہیں لا سکتے اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت عرب میں ہوتی تو وہ لوگ ہرگز تلوار سے ہلاک نہ کئے جاتے۔ م

* اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی اوسوقت کے قیصر اور کسریٰ کی گورنمنٹوں میں ہوتی تو وہ بادشاہتیں ابتک قایم رہتیں۔ منہ

کہان ہین وہ آنکہین جو فتنون کو پہچانتی ہین آسمان پر ایک حکم لکہا گیا کیا تم اس سے ناراض ہو؟ کیا تم رب العزت سے پوچہو گے کہ تو نے ایسا کیون کیا؟ اے نادان انسان باز آجا کہ

صاعقہ کے سامنے کہڑا ہونا تیرے لئے اچہا نہین

خدا کا مامور تم کو ایک عرصہ پہلے یہہ الہام سُنا چکا ہے **انّی انا الصاعقہ** پس خدا سے ڈر جاؤ اور اسکے **جلال** کے سامنے سجدہ کرو۔

غرض

ان سب واقعات کو یکجا جمع کرکے غور کرو اور خدا کے مامور و مرسل کی توہین سے باز آجاؤ۔

اب مین مختصر طور پر اس زلزلہ کے متعلق ذکر کرتا ہون جسکے متعلق یہ آرٹکل لکہا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ کا یہہ **نشان** عظیم الشان قہری نشان اور زور آور حملہ تہا۔

۳ر اپریل کی شام تک کسی متنفس کو یہہ خبر نہ تہی کہ کل صبح کیا ہونے والا ہے۔ سرکاری محکمہ ہیئت نے بہی کوئی پیشگوئی اس زلزلہ کے متعلق نہ کی تہی عام نجومیون اور پنڈتون کی ہمہ دانیان اور قیافہ دانیان بہی ختم ہو چکی تہین اور کسی نے کوئی خبر اسکے متعلق قبل از وقت شائع نہین کی تہی جس سے اس نشان کی اور بہی **عزت** اور **عظمت** بڑہ جاتی ہے۔ کیونکہ اگر ایسی اطلاعین شائع ہو چکی ہوتین تو **مخالف** ہان بد اندیش مخالف کہہ اٹہتے کہ یہہ کوئی نشان نہین ہے یہہ تو نجومیون نے بھی کہدیا تہا۔

مگر خدا تعالےٰ کی **قدرت** اور **تصرف** کو مشاہدہ کرو کہ سب کی زبانین گنگ ہو گئیں اور ساری حساب دانی اور اسٹرانومی خاموش رہ گئے۔ اور ٹہیک اسی طرح جیسا کہ خود حضرت مسیح نے کہا تہا کہ اس دن اور اس گہڑی کو میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتون تک کوئی نہین جانتا جیسا نوح کے دنون مین ہوا ویسا ہی ابن آدم کا آنا بہی ہوگا کہ جسطرح ان دنون مین طوفان کے آگے کہاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تہے اسدن تک کہ نوح کشتی مین چڑہا اور نہ جانتے تہے جبتک کہ طوفان آیا۔"

لاعلمی کا پورا اثر رہا۔ اور جیسا کہ خدا تعالےٰ کی مجید کتاب نے پہلے سے بتایا ہوا تہا کہ خدا کے عذاب ایسے وقت آجاتے ہین کہ لوگ بخیال خویش مست ہوتے ہین اور انہین کوئی وہم وگمان بہی نہین ہوتا۔ کہ یکایک عذاب الٰہی آپکڑتا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَھْلَھَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّھُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَکَانَ السَّیِّئَۃِ الْحَسَنَۃَ حَتّٰی عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰھُمْ بَغْتَۃً وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ - سورہ اعراف رکوع ۱۲

اسی طرح پر یہہ عذاب الٰہی نازل ہوا کسی کو اس کے آنیکا سان وگمان بہی نہ تہا۔ اور لوگ آرام سے سو رہے تہے یا بسترون سے اُٹہہ رہے تہے۔ اور وہ قرآن کریم کی اس آیت سے بے خبر ہو رہے تہے۔

اَفَاَمِنَ اَھْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَھُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّھُمْ نَآئِمُوْنَ۔

یعنی کیا بستی والے اس بات سے امن مین آگئے تہے کہ ہمارا عذاب ان پر رات کو آجائے اور وہ سوتے ہی ہون۔

اسی مضمون کو قرآن مجید نے دوسرے موقع پر اسی سورہ اعراف مین یون فرمایا ہے۔

وَکَمْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَا فَجَآءَھَا بَاْسُنَا بَیَاتًا اَوْ ھُمْ قَآئِلُوْنَ۔

ان آیات مین جو جو اوقات عذاب الٰہی کے بیان کئے ہین انہین انہین اوقات پر یہ عذاب زلزلہ نمودار ہوا۔

غرض خدا تعالےٰ کی سنت کے موافق قریبًا سوا چہہ بجے صبح کے یہ عذاب نازل ہوا اوسوقت کے حالات کا بیان کرنا کسی نازک خیال شاعر کا کام ہے اور نہ کوئی دقیقہ رس مصور ہی اسی ہیئت کو دکہا سکتا ہے ہر چند اس زمانہ مین **نظارہائے روان** (رننگ وبوز) کی تصویرین لینے کے سامان ایجاد ہوئے ہین مگر مین دعوے سے کہتا ہون کہ کسی قلم کی گلکاری یہان کام نہین دے سکتی۔

ابہی کچہہ لوگ بسترون سے اٹہے تہے بعض سست اور نیند کے مزے لینے والے خواب راحت مین پڑے ہوئے تہے کہ یکایک ایک دہکا لگا۔ اور زمین کے نیچے خطرناک گونج پیدا ہوئی جو اس سے پہلے نہ کانون نے سنی نہ وہم مین گذری تہی۔ اس دہکے کے ساتہہ ہی **جلال** الٰہی کی ہیبت سے در و دیوار حجر و شجر پر ایک **لرزہ** پیدا ہو گیا اور

خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ

کا پورا نظارہ نظر آنے لگا۔ اور خدا تعالیٰ کی قہری **تجلّی** نے قلوب پر وہ اثر ڈالا جو کسی وقت **رب ارنی** کہنے والے کو **انظر الی الجبل** کے نظارہ مین نظر آئی ہوگی۔ مین اپنے نفس اور حالت پر لحاظ کرکے کہتا ہون کہ اسوقت قریبًا ہر شخص کی یہ حالت ہو رہی تہی کہ وہ سراسیمہ اور دیوانہ سا ہو گیا تہا۔ اور کچہہ سمجہہ نہین آتا تہا کہ کیا کرے اور کیا نکرے معلوم نہین **قلوب** پر کیسا فوری اور مقناطیسی اثر پڑا کہ بے اختیار

ربّ ارحم ربّ ارحم

زبان سے نکلتا تہا اگر کچہہ نکلتا تہا۔ بچون۔ جوانون عورتون۔ بوڑہون کے آہ و بکا اور شور و شیون نے اس خوفناک نظارہ کو اور بہی بہیانک کر دیا تہا۔ میرے دفتر کے پاس ہی ایک ڈہاب ہے جو قادیان کے ایک بڑے حصہ کو محیط ہے اس مین اسوقت اگرچہ بہت تہوڑا پانی ہے مگر اسوقت اس **قہری تجلّی** کے نیچے آکر وہ پانی گزون اوپر اچہلتا تہا اور اس مین اسقدر شور پیدا ہو رہا تہا جیسے بہت بلند کراڑا سے گرنے کی وجہ سے ہو سارا پانی دودہ کی طرح بلویا جاتا تہا۔ درختون کا نظارہ اور بہی مہیب تہا اسی ڈہاب کے کنارے چند بوہڑ کے بڑے بڑے درخت ہین جو کہڑکی مین سے دکہائی دیتے تہے اسوقت وہ گہاس کی طرح لرزتے اور شاخین زمین پر سجدہ کرتی تہین۔

غرض جدہر نظر اٹہاؤ۔ جدہر دیکہو یہہ قہری تجلّی اپنا اثر لئے ہوئے تہی۔ مجہے صحیح اور سچی ہان چشم دید روایت پر خبر ملی ہے کہ اسوقت جبکہ زلزلہ کا پہلا جہوکا آیا **خدا کا برگزیدہ اور معطر کیا ہوا** مسیح جسکی تائید اور تصدیق کے لئے یہ خدا کا زور آور حملہ ظاہر ہوا تہا۔ اپنی **موجودہ تصنیف** **براہین احمدیہ حصہ پنجم** مین اس الہام **دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا**۔ الآخرہ پر قلم اٹہانے کو تہا کہ اس زور آور **حملے** کا ظہور ہوا۔ وہ اس **آیۃ اللہ** کو دیکہتے ہی فی الفور **سجدہ مین گر پڑا**۔

اور اس زور سے **یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَسْتَغِیْثُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ** پکارتا تہا کہ اسکی آواز دور دور سنائی دیتی تہی۔ اور پاس والون کے دلون پر خاص اثر پیدا کر رہی تہی اور یہ قہری تجلّی اپنے پورے جوش اور جلال مین بہی زبان حال سے اپنے مسیح کے استغاثہ کا جواب یون دے رہی تہی

امن است در مکان محبت سرائے ما

اور

کبہی **سَلَامًا سَلَامًا** کی آواز در و دیوار سے نکلتی اور ملائکہ **سلام علیکم طبتم** کہتے اور **سلامت بر تو اے مرد سلامت** کی بشارت ملتی تہی۔

یہ باتین لفاظی کے رنگ مین نہین ہین بلکہ واقعات کی بنا پر ہین اور جو آج بہی **زندہ شہادت** کے لئے موجود ہین۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے اپنے ان وعدون کے موافق اپنے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اسکی پاک جماعت کو اس صدمہ سے بالکل **محفوظ** رکہا۔ کسی قسم کا کوئی خفیف سا نقصان بہی نہین ہوا والحمد للہ علٰی ذالک۔

خدا تعالیٰ کی یہ **قہری تجلّی** تین منٹ تک تو پورے زور سے رہی یہان زلزلہ کا رخ اولًا شرقًا غربًا اور پہر شمالًا جنوبًا محسوس ہوا۔ اسکے بعد دن کے مختلف اوقات مین زلزلہ محسوس ہوتا رہا۔ بلکہ ۹ر اپریل ۱۹۰۵ء تک جبتک مین یہ مضمون لکہہ رہا ہون دن رات کے بعض حصون مین ہر روز محسوس ہوتا رہا۔ اور کل کی خبر نہین

اب مین ناظرین الحکم کو ایک اور بات سنانی چاہتا ہون جو ہمارے ازدیاد ایمان اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ جب اس قہری تجلّی سے زمین اور اہل زمین نے کسیقدر سکون کیا تو آپ اہل دار کو لیکر باغ مین تشریف لیگئے۔ آپکو اسقدر گہبراہٹ اور خوف تہا کہ آپ کا رنگ زرد ہو گیا تہا مین خوب جانتا ہون کہ بعض لوگ اس گہبراہٹ پر اعتراض کرین گے مگر معزز ناظرین یہہ ایک بین **ثبوت** ہے حضرت اقدس کی سچائی کا۔ ہر کہ عارف تر باشد خائف تر باشد۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ شہادت دیتی ہے کہ جب کبہی آندہی آتی تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا اور اسقدر گہبراہٹ آپ پر طاری ہوتی کہ کبہی اندر اور کبہی باہر جاتے۔ دریافت کرنے پر اس سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا اسکا مفہوم اور منشا یہہ ہے کہ کیا عجب اس شکل مین عذاب الٰہی ہو۔ پہلی قومین ایسے عذابون سے تباہ ہو چکی ہین۔ اب یہ امر کسقدر آپ کی بصیرت اور معرفت اور خدا تعالےٰ کے غناء ذاتی پر ایمان کو ظاہر کرتا ہے انبیاء علیہم السلام کی ذات ہمیشہ ایسی ہی ترسان ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی **قہری تجلیون** سے ایسے لرزان ہوتے ہین کہ بے باک اور شوخ لوگون کی نگاہ مین شاید ان سے بڑہ کر کوئی **بزدل** نہو مگر ایسے لوگ فطرتًا انکی شجاعت اور شوکت کا اندازہ کرنے مین غلطی کہاتے ہین خدا تعالیٰ کے عذاب اور قہر کا شوخی سے مقابلہ کرنا بڑی حماقت اور نادانی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی شجاعت کا اندازہ کرنے کا وہ مقام ہوتا ہے کہ جب چارون طرف سے مخالفت کا آہنی تنور انکے لئے گرم کیا جاتا ہے۔ اور ہر طرف سے مصائب اور مشکلات کے پہاڑ انپر گرانے کی سعی کی جاتی اور ہر قسم کے ستم انپر توڑے جاتے ہین مگر وہ ایسے **کوہ وقار** ہوتے ہین کہ کوئی مصیبت دکہہ تکلیف انہین اپنی جگہ سے ہلا نہین سکتی۔ وہ اپنی تبلیغ رسالت مین سست نہین ہوتے اور نہین رکتے۔ وہ **وہ مقام ہے انکی شجاعت کے نظارہ کا** اور یہ مقام ہے انکی **بصیرت اور معرفت اور تبتل الی اللہ کے نظارہ کا**۔

غرض حضرت اقدس باغ مین تشریف لیگئے ہین اور ابہی تک باغ ہی مین ہین۔ بڑی بڑی عمر کے لوگ

[illegible]

سلہ (اسپر ایک نوٹ صفحہ ۱۲ پر دیکہو)

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے فضل و کرم سے اہل بیت اور اہل قادیان تندرست ہیں اور خدا تعالیٰ کے اس عظیم الشان نشان پر جو ۴- اپریل کو ظاہر ہوا سجدات شکر بجا لاتے اور اسکی حمد کرتے ہیں۔

۲- نصرۃ الحق نام کتاب جو حضرت اقدس لکھ رہے تھے اب اس کا نام براہین احمدیہ حصہ پنجم رکھا گیا ہے۔ اور وہ چھپ رہی ہے۔

۳- ۵- اپریل کو اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ نے اس نشان کے پورا ہونے پر الدعوت نام ایک اشتہار شایع کیا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خادم کارخانہ الحکم کی طرف سے بطور خاص پرچہ الحکم ۶- اپریل کو شایع ہو گیا۔ پھر ۸- اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک عظیم الشان نہایت منذر پیشگوئی پر مشتمل ایک اور اشتہار اعلیٰ حضرت نے دیا جو اسی روز کارخانہ الحکم نے خدا کے محض فضل سے شایع کیا جو الانذار کے عنوان سے الحکم میں درج ہے۔ اعلیٰ حضرت کا منشا ہے کہ یہ اشتہار کثرت سے شایع ہوں اسلئے ہر جگہ ہر ایک احمدی جماعت اسے چھپوا کر شایع کر دے۔

کارخانہ دفتر الحکم کی طرف سے جو اشتہار شایع ہو تے ہیں وہ حصہ رسدی کے طور پر بھیجے جا سکتے ہیں اور بھیجے جاتے ہیں۔ اشتہارات کی کثرت اشاعت کا سوال قومی سوال ہے اور قوم کے حل کرنے کے قابل۔ حضرت اقدس یہ چاہتے ہیں کہ ایسے اشتہارات بہت کثرت سے شایع ہوں اور ہر ہندو مسلمان عیسائی کے ہاتھ میں پہونچ جاویں شاید کسی سلیم الفطرت کو فائدہ ہو۔ بزرگان ملت کی صحت خدا کے فضل سے عمدہ ہے اور وہ سب حضرت اقدس کیساتھ باغ میں ہیں۔

۵- یکم اپریل سے مدرسہ تعلیم الاسلام لگ گیا ہے۔ قادیان میں بیماری سے امن ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۶- زلزلہ سے کوئی خفیف سا نقصان بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مکانات وغیرہ کو نہیں ہوا بلکہ سلسلہ عالیہ کو فایدہ ہوا ہے کیونکہ اس کے امام کی سچائی کا ثبوت ملا اور ہمارے ایمان تازہ ہوئے۔

اطلاع

زلزلہ کے اہم مضمون کی وجہ سے ڈائری نہیں دی جا سکی لکھی ہوئی کاپیاں رد کی گئیں اور نصرۃ الحق کا ضمیمہ چھپا ہوا ملتوی کرنا پڑا۔ ایسا ہی دوسرے مضامین بھی نہیں آ سکے۔

حضرت اقدسؑ کے رؤیا، کشوف، الہامات

۲۶ مارچ ۱۹۰۵ء - چودھری رستم علی۔

یکم اپریل ۱۹۰۵ء۔ رات کے وقت نزول وحی ہوا۔ **محونا نار جھنم**۔ ہم نے جہنم کی آگ کو محو کیا۔ فرمایا اجتہادی طور پر ایسا خیال آتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اب قریباً طاعون کو دنیا سے اٹھانے والا ہے، واللہ اعلم۔ یا کہ اس کا دن اٹھانیوالا ہے۔

۴- اپریل ۱۹۰۵ء۔ موت دروازہ پر کھڑی ہے۔

۴- اپریل ۱۹۰۵ء۔ رؤیا۔ دیکھا کہ مرزا نظام الدین کے مکان پر مرزا سلطان احمد کھڑا ہے۔ اور سب لباس سر تا پا سیاہ ہے۔ ایسی گاڑھی سیاہی کہ دیکھی نہیں جاتی۔ اسیوقت معلوم ہوا کہ ایک فرشتہ ہے جو سلطان احمد کا لباس پہنکر کھڑا ہے اسوقت مجھے گھر میں مخاطب ہو کر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ تب دو فرشتے اور ظاہر ہو گئے اور میں کرسیاں معلوم ہوئیں اور ان پر وہ دونوں فرشتے بیٹھ گئے اور بہت تیز قلم سے کچھ لکھنا شروع کیا جسکی تیز آواز سنائی دیتی تھی۔ انکے اس طرز کے لکھنے میں ایک رعب تھا۔ میں پاس کھڑا ہوں (کہ بیداری ہو گئی)

اسی وقت حضرت اقدس نے یہ خواب سنایا اور فرمایا کہ کوئی ہیبت ناک نشان ہونیوالا ہے۔ اسکی تعبیر یوں ہے کہ سلطان احمد سے مراد ایسے دلائل اور براہین ہیں جو دلوں پر تسلط کرتے اور دلوں کو پکڑ لیتے ہیں اور نظام الدین سے مراد ایسا نشان ہے جس سے دین اسلام کی صلاحیت ہو گی اور اسکا نظام درست ہو جاویگا سیاہ کپڑے ظاہر کرتے ہیں کہ کوئی ڈرانیوالا نشان ظاہر ہونیوالا ہے اور یہ جو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اس سے مراد ہے کہ یہ ہماری عاؤں کا نتیجہ ہے کیونکہ نتیجے کو بھی بیٹے کہتے ہیں۔

۵- اپریل ۱۹۰۵ء۔ **کففت عن بنی اسرائیل**۔ فرمایا بنی اسرائیل سے مراد وہ قوم ہے جس پر اس قسم کے واقعات تکلیف دار ہوئے ہوں جیسے کہ بنی اسرائیل پر فرعون کے زمانہ میں ہوئے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت بنی اسرائیل سے مشابہ ہے وہ لوگ جو ان پر بیجا ظالمانہ حملہ کرتے ہیں انکو خدا تعالیٰ نے فرعون سے مشابہت دی ہے اور پیشگوئی کا ماحصل مطلب یہ ہے کہ ایسے بیجا حملہ کرنیوالے لوگ روک دیئے جاوینگے اور ایسے نشان ظاہر ہونگے کہ انکی باتوں کا لوگوں کے دلوں پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔

۶- اپریل ۱۹۰۵ء۔ لوگ روح کہتی ہے ہم نے وہ جہان چھوڑ دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آدمی ہم سے تعلق دوستی یا دشمنی رکھنے والا اس جہان سے گذر جائیگا۔

۸- اپریل ۱۹۰۵ء۔ **تازہ نشان تازہ نشان کا دھکا۔ زلزلۃ الساعۃ۔ قوا انفسکم۔ ان اللہ مع الابرار۔ دنی منک الفضل۔ جاء الحق و زھق الباطل**۔ اسکے متعلق مفصل مضمون صفحہ ۲ پر الانذار کے عنوان کے نیچے ہے۔ (ایڈیٹر)

۹- اپریل ۱۹۰۵ء۔ ۸ اور ۹- اپریل کی درمیانی رات کو ۱۲ بجے کے قریب ہوا اور ۲ بجے ظہر و عصر کی نماز سے پہلے سنایا۔ ۲۴

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں کا آخری جواب

آج ۹- اپریل کو ظہر اور عصر کی نماز سے پہلے جو جمع کی گئی تھی اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مخالفوں کی نکتہ چینیوں اور اعتراضوں کا ذکر کیا گیا کہ وہ کس طرح پر درندگی سے حملے کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں یہہ ذکر اسوقت آیا جبکہ آپ خدا تعالےٰ کی وہ تازہ وحی جو دوسری جگہ درج ہے سنا چکے تھے مخالفوں کے اس ذکر میں اہلحدیث کے مضامین اور لاہور کے ڈیلی ٹائمز اور ست دھرم پرچارک وغیرہ کے اعتراضات کا ذکر کیا گیا۔

اسپر آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اب ان سب کو تفویض الی اللہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی یہہ وحی بتاتی ہے کہ وہ آپ فیصلہ کرنیوالا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل میں اپنا دخل بھی معصیت ہے وہ خود احکم الحاکمین ہے۔ تمہارے قلم میں اتنا زور نہیں ہوگا جو خدا تعالےٰ کے فعل میں ہوگا۔ اسنے ہم پر ظاہر کیا ہے کہ وہ خود ہی ایک فیصلہ کریگا اور ہم اسی کے فیصلہ کے منتظر ہیں۔ مجھے اسی لئے اسنے فرمایا **فاصبر کما صبر اولوا العزم** انبیاء علیہم السلام کو ایسا ہی کرنا پڑتا ہے آخر انکے صبر کا انجام عجیب ہوتا ہے اب یقیناً سمجھو کہ وہ وقت بہت ہی قریب آ گیا ہے جو جسقدر زیادہ یقین کریگا اسی قدر اسکا ایمان بڑھیگا۔ خدا تعالےٰ پہلے سے مجھے فرما چکا ہے

قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا

غرض اللہ تعالیٰ اس جماعت کو اپنے وجود پر روشن اور تازہ ایمان دینا چاہتا ہے میں یہی دعا کرتا رہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ انکو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھ لیوے"

خدا کے مامور و مہدی کی زبان سے یہہ باتیں سن لینے کے بعد گناہ ہے کہ میں کسی مخالف کے جواب پر قلم اٹھاؤں پس اہلحدیث ہو یا کوئی اور اخبار جو اس سلسلہ پر اعتراض کرتا ہے اور خدا تعالےٰ کے مہدی اور مسیح کی توہین کرنا اور بیباکی اور شوخی کے ساتھ گالیاں دینے میں اپنی کامیابی سمجھتا ہے وہ جس قدر گالیاں دینی چاہتا ہے دیتا رہے میں اس کو مخاطب نہیں کرونگا۔ اور خدا تعالےٰ کے فیصلہ پر نظر رکھونگا آج سے یہہ سلسلہ الحکم میں بند کیا جاتا ہے اور خدائی فیصلہ کا انتظار

فانتظروا انی معکم من المنتظرین

ثواب کا کام

اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جدید اشتہار لکھنا چاہا ہے جسکو وہ کثرت کے ساتھ شایع کرنا چاہتے ہیں۔ سولہ ہزار اشتہار کارخانہ الحکم اپنے خرچ سے چھپوا دیگا جس میں چھپوائی کا خرچ اسکا ہوگا اس موقع پر جو لوگ اس ثواب میں شریک ہونا چاہیں وہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو اطلاع دیں یہہ اشتہار ایک خاص آدمی کے ذریعہ ہندوستان بھر میں شائع ہوگا۔ پس یہ وقت ہے کہ مجاہدہ میں احمدی جماعت شریک ہو جاوے۔

قربانی کرو

دارالامان میں ایک معصوم بچہ کو بذریعہ خواب بتایا گیا ہے کہ آنیوالے خوفناک نشان کے ظہور سے پہلے جو معلوم نہیں کب آئے اور کس رنگ میں ہر احمدی قربانی کرے تو وہ بچایا جائیگا۔

اس رنگ کے اور بھی رؤیا بعض لوگوں کو ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ دن بہرحال صدقات اور خیرات کے ہیں اسلئے ہر شخص اگر مقدرت رکھتا ہے **قربانی کر دے**۔ خود اعلےٰ حضرت نے آج ۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو **نو بکرے** قربانی کر دیئے ہیں۔

ل حضرت اقدس کا نام خدا تعالےٰ نے موسیٰ بھی رکھا ہے اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۷ میں جہاں دنیا میں ایک نذیر آیا والی پیشگوئی ہے اسکے ساتھ ہی وہ الہام بھی درج ہے جسکا اس عبارت میں نے اشارہ کیا ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ براہین کا وہ مقام نقل کر دیا جاوے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ اس جگہ ایک فتنہ ہے سو اولوا العزم

مرآۃ الجہاد

مندرجہ بالا عنوان کتاب جو ایک عرصے کا الحکم میں چھپ رہی تھی آخر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے چھپ کر طیار ہو گئی ہے۔

میں بڑی جرأت سے کہتا ہوں کہ اس مضمون پر آج تک ایسی عجیب اور مبسوط کتاب نہیں لکھی گئی۔ مسئلہ جہاد کی حقیقت کو کچھ طول دے کر بیان نہیں کیا بلکہ مخالفین کی کتاب تنقیح الجہاد کا دندان شکن جواب بھی دیا گیا ہے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان کے ہاتھ میں ہونی چاہئیے۔ بہر حال مراجعہ کرنے کے لئے ضرور ہونی چاہئیے۔ اس کا اندازہ کرنے کے لئے کہ کتاب کس پایہ کی ہے، میں مختصر سی فہرست مضامین کی ذیل میں دیتا ہوں۔ کتاب تین سو سے زیادہ صفحوں پر ختم ہوئی ہے اور اس کی چھپائی وغیرہ میں مصنف نے کوسوں کے فاصلہ پر بہت خرچ کیا ہے باوجود ان باتوں کے قیمت صرف عـه رکھی گئی ہے۔ محصول ڈاک اس کے علاوہ ہوگا۔ دفتر الحکم میں درخواست کرنے سے ملے گی یا مصنف کے نام بہاولپور کوٹھی مسٹر سید خلافت حسین بیرسٹر سید وزارت حسین احمدی کے پتہ پر درخواست

فہرست یہ ہے

صفحات	مضامین
	دیباچہ ۱ تا ۹ + حمد و ثنا ۱ تا ۶
۱	زمانہ بعثت آنحضرت میں اور اس سے قبل کوئی قوم مختلف قوموں کے باہمی فرائض کا لحاظ نہیں کرتی تھی بلکہ جانتی بھی نہ تھی۔
۱	روی بھی ان فرائض کو نہیں سمجھتے تھے۔
۱ و ۲	آریہ ورت بھی اس اخلاق سے بے بہرہ تھی۔
۲	دین مسیحی نے بھی ان خیالات کو تغیر نہ کیا۔
۲ و ۳	اسلام نے اس کے خلاف تعلیم فرمائی اور مغلوب قوموں کو ان شرائط سے بری کر دیا جو ابتدائے خلقت عالم سے فاتح اقوام مفتوحین پر قایم کئے تھے۔
۳ و ۴	گو اسلام فطری قویٰ میں انتقامی طاقتوں کو مدنظر رکھ کر "ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض" کے سچے فلاسفی کے مطابق جنگ کی بھی اجازت دیتا ہے مگر ساتھ ساتھ اخلاقی شریعت کی تکمیل بھی کرتا ہے۔
۴ و ۵	ہر قسم کی مذہبی آزادی اور دوسرے حقوق غیر مذہب والوں کو دیئے گئے۔
۵ و ۶	خدا کی شناخت اور اس کی صفات کی پہچان میں سب قومیں سرگردان ہیں۔
۶	آریوں کا مانے ہوئے صفات خداوندی کی رد میں ایک نظم
۷	وجہ تالیف کتاب
۷ و ۸	رسالہ جہاد جس کا یہ جواب ہے، کیا کیا ہے۔ کیا دعویٰ میں جنگ کی تاکید اور رویہ مسلمانوں کے استیصال اور خطرناک سزاؤں کا حکم نہیں۔
۸ و ۹	بادشاہان اسلام کی چال چلن کا اسلام ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔
۹	اسلام صرف بانی اسلام اور اس کے خلفائے راشدین کے افعال کا ذمہ دار ہے۔
۹	اس کتاب کی تصنیف کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ "رسالہ جہاد" اور اسی قسم کی کتابوں سے ملک میں امن وامان میں خلل آنے کا احتمال ہے جو گورنمنٹ اشتہار امن قائم رکھتے دیگی۔
۹ و ۱۰	باب اول۔ تحقیق جبر واکراہ۔
۱۰ تا ۱۵	اسلام کے معنی اور اسلام کی ایمان کی تعریف ثابت کرتی ہے کہ دین اسلام میں جبر ناممکن ہے۔
۱۰ و ۱۱	قرآن کریم کی وہ ملی دو آیتیں جو جبر واکراہ کو دین میں لاکسی ثبات صاف نفی وابطال کرتی ہیں۔
۱۱ تا ۱۳	مخالفین کی یہ حجت کہ اس قسم کی تعلیمیں صرف مکی زندگی تک محدود ہیں۔ غلط ہے۔
۱۳ و ۱۴	اسلام اور بانی اسلام اور خلفائے راشدین کے چال چلن سے بھی صاف آشکار ہے کہ دین اسلام میں آنے کیلئے جبر واکراہ کو دخل نہیں دیا۔
۱۴ و ۱۵	جزیہ کی حقیقت۔
۱۴ و ۱۵	جزیہ لفظ فارسی گزیہ کا معرب ہے اور نوشیروان نے اس کو اپنی رعایا پر مقرر کیا تھا۔
۱۵	جزیہ قتل کا بچاؤ نہیں تھا بلکہ محافظت کا معاوضہ اور جزیہ دنیا کی حجت والی کو اسلام کی مانع ہے۔
۱۵	اگر اسلام کو اپنی اشاعت کیلئے سوا تلوار کے اور کوئی چارہ نہیں تو پہلے مسلمان کس تلوار سے بنائے گئے۔ اسلام کا پہلا بنایا جاتا ہے کس تلوار سے مسلمان ہوئے تھے۔
۱۶ تا ۲۷	باب دوئم جہاد
۱۶ و ۱۷	لفظ جہاد اور جدوجہد کی بحث
۱۷ تا ۲۶	اسلام کو جہاد (یعنی جدوجہد) کی کیوں ضرورت پڑی اور جہاد کیا چیز ہے۔
۱۷ و ۱۸	جب کوئی نبی یا رسول مبعوث ہوتا ہے تو لوگ اس کے مخالف ہو جاتے ہیں اور اس کے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔
۱۸ و ۱۹	ایسا ہی آنحضرت کی بعثت کے وقت ہی ہوا۔ مشرکین کے ظلم و زیادتی کی وجہ سے مسلمان مجبور ہو کر افریقہ ملک کو ہجرت کر گئے۔
۱۹	مگر آنحضرت ٹھہرے رہے اور تبلیغ جاری رہی۔ سیدھی تعلیم جلد گھر گھر اثر کرنے لگی۔
۱۹ و ۲۰	اس پر مخالفوں کی طرف سے تشدد بڑھ گیا اور ناچار بقیہ مسلمان حبش کو بھاگ گئے۔
۱۹ صفحہ	مشرکین ان کی گرفتاری کیلئے حبش تک گئے مگر ناکام واپس آئے اسلئے ایذا رسانی میں اور بھی ترقی ہو گئی۔
۲۰	آنحضرت پر سجدہ میں اونٹ کا بچہ دان ڈال دیا گیا
۲۰	آپ تبلیغ کیلئے طائف تشریف لیگئے مگر وہاں کے لوگوں نے آپکو اور آپکے خادم کو سخت زخمی کیا۔
۲۰ و ۲۱	پھر آپنے موسم حج میں وعظ کہنا شروع کیا اور اکثر اہل مدینہ زائران بیت المقدس مسلمان ہو گئے اور مظلوم مسلمانوں کو جائے پناہ ملگئی۔
۲۱	مکہ کی مصائب کی مثالیں۔
۲۱ تا ۲۴	ان کل مصیبتوں پر بھی اسلام گھر گھر پھیلتا جاتا تھا مگر ساتھ ساتھ مخالفوں کے بغض و حسد کی آگ بھی تیز ہوتی جاتی تھی
۲۳	جب کسی طرح اسلام کی ترقی میں فرق نہ آیا تو مخالفوں نے آنحضرت ہی کو شہید کر ڈالنا چاہا
۲۳	آپ الہام الٰہی کے مخبر سے اطلاع پاکر مع حضرت ابوبکرؓ مدینہ کو نکلے گئے۔
۲۳ و ۲۴	آپ کی گرفتاری کیلئے سو اونٹ کا انعامی اشتہار دیا گیا۔
۲۴	آپ مدینہ پہنچے اور بڑے اعزاز و اکرام سے قبول کئے گئے۔
۲۴	اہل مکہ اور بھی جھنجھلائے اور مدینہ پر حملہ کی فکر میں ہوئے
۲۴	مکہ میں جو مسلمان رہ گئے تھے ان پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔
۲۴	کفار مکہ کو مدینہ کے نو مسلموں سے بھی سخت دشمنی ہو گئی تھی۔
۲۴	سب سے پہلے ابوجہل دو سو آدمیوں کے ساتھ چھاپا مارنے کیلئے روانہ ہوا جس پر آنحضرت نے پہلا سریہ ابو عبیدہ جراح کی ماتحتی میں بھیجا۔
۲۴	غرضکہ جب مخالفوں کی بیرحمی اور زیادتی انتہا کو پہنچ گئی اور دوسری جگہ بھاگ جانے پر بھی وہ ظلم سے باز نہ آئے تو احکام جنگ نازل ہوئے اور مقابلہ کیلئے تلوار کے جواب میں تلوار سے کام لیا گیا۔
۲۴ تا ۲۶	یہی جہاد ہے جو ہرگز انسانی اخلاق، انسانی نیکی اور انسانی دفاع کے خلاف نہیں اور نہ اس سے مذہب کا زبر قبول کرانا سمجھا جاسکتا۔
۲۶	اسلام بیٹے آپ کو معدوم کر دیتا۔ عقل کی بات نہیں تھی جہاد قومی درد کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔
۲۷	
	باب سوئیم۔ صلح اور معاہدہ کیحالت میں مذہبی آزادی۔
۲۷ تا ۲۸	اسلام نے غیر مذہب والوں سے صلح اور معاہدہ کی اجازت دی اور اس پر قایم رہنے کی تاکید فرمائی اور آنحضرت اور آپ کے خلفائے راشدین نے اس پر عمل کیا جو دلیل اس بات کی ہے کہ مذہبی آزادی میں خلل ڈالنا ہرگز منظور نہ تھا۔
۲۸ و ۲۹	اس کے مقابلہ میں وید کی تعلیم۔
۲۸ و ۲۹	غیر مذہب والے معاہدہ اور مسلمانوں کا قصاص ایک میں مساوی حق قرار پایا۔
۲۹ و ۳۰	عین لڑائی کے وقت مخالفوں کو امن دینے کا حکم
۳۰	

مرا پرف بار ہر یہ نزاغ
نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑھاپا دنیا کی خوشیوں کا خاتمہ ہے۔ اور خاص کر جن کو اولاد نہ ہو اُن کا بڑھاپا تو غضب ڈھاتا ہے۔ آپ بھی اگر مایوسی کی حد تک پہنچ گئے ہوں۔ تو مفصلہ ذیل غور سے پڑھیں۔

شاہی خضاب۔ مثل تیل سے برش کر لگایا جاتا ہے۔ بالوں کو دو منٹ میں سیاہ بہنوز کر دیتا ہے۔ نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت دو روپے۔

روح افزا۔ نامردی، سستی، لاولدی، ضعف باہ و دماغ بجربات و در لکھو اسطے اکسیر ہے۔ ہر کو نوجوان اور نوجوان کو چاہیے یاد سب جگہ۔ قیمت تین روپے فی شیشی۔

روح النسا۔ حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے۔ سفید پانی آتا ہو، لا ولدی ہو، یا ڈر سوزش ہو۔ غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کے واسطے مجرب ہے۔ قیمت تین روپیہ فی شیشی۔

فرانسیسی گلگونہ۔ چہرے کی چھائیاں، چھائیاں سیاہ داغ دکیل دغیرہ دور کر کے خوبصورت و اعلا بناتا ہے۔ خوبصورتی کے واسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ۔

لولیان روغن۔ اس کے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں، اگر کچھ سفید ہو گئے ہوں تو بھی سیاہ ہو جاتے ہیں اور سر سبز **بال اڑانیکا تیل**۔ بلا کسی تکلیف و خارش دو منٹ میں نازک سے نازک جگہ کے بال ہی دور ہوں۔ قیمت مد فی شیشی

سرمہ ممیرا۔ دھند، غبار، لالی، پڑوال، پانی جانا، دھلکا، موتیا بند کیواسطے اکسیر ہے قیمت دو روپے فی تولہ۔

بواسیر۔ خونی، بادی، جدی یا آتشک سے ہو گئے ہوں، تو بلا تکلیف گم۔ قیمت دو روپے۔

دمہ۔ کیسا ہی پرانا و سخت دمہ ہو، خواہ پھیپھڑے خراب ہوگئے ہوں، شرطیہ شفا ہو۔ قیمت تین روپے۔

دوائی آتشک مجرب و اکسیر قیمت تین روپے

دوائی سوزاک تیر بہدف تین روپے۔

خط وکتابت کا پتہ

ڈاکٹر ملکیت سنگھ ایم اے بکرم سپتال فیروزپور شہر پنجاب

[illegible]



اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب جہار جوہر

خون کو نہایت صاف کرکے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سب سے بڑھکر طاقت بخشتی ہیں چار سو چار دواؤں کا ست اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک چار شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے۔

...

اس دوا خانہ کی فہرست ملاحظہ فرمایئے جس میں کل دواؤں کی تفصیل حالات معہ طریق استعمال درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ تمام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے۔ ہمارا پتہ یہ ہے۔ **شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس۔** **نوٹ** ہمکو مندرجہ بالا دواؤں کے فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو صاحب چاہیں خط لکھیں۔

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کیواسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ یہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور ... اکسیر ہیں قیمت حب کا بکس ۱ (دل مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک و عنبر مقویات ادویہ وغیرہ سے مملو کرکے تیار کی گئی جو حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور ... اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ... خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے آزمائش بکس خورد ... بکس کلاں جو ایک آدمی کو کافی ہے عہ

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی۔

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ بعد کارخانہ کثرت سے ہو گئے۔ بلحاظ قدامت اب سے ترقی دی گئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کار انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ... ہمارے کارخانہ کا ... سفید ... اکسیر ہے قیمت فی شیشی ... محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

الوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔